بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماھنامہ انوار مدینہ

جلد : ۲۰	جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ / اپریل ۲۰۱۲ء	شمارہ : ۴

سیّد محمود میاں	**سیّد مسعود میاں**
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک	ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے
پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے........سالانہ ۲۰۰ روپے	دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال	اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914 (0954) MCB
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر	رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302
برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر	جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311
اَمریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر	خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310
	فون/فیکس : 042 - 37703662
جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس	رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120
E-mail: jmj786_56@hotmail.com	موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
عالمی اَور ملکی حالات پر دُور اَندیش تبصرہ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۶
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ	۲۲
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۲۸
مروجہ محفل میلاد	حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحبؒ	۳۲
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۳۸
اِسلامی صکوک : تعارف اَور تحفظات	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۴۲
عربی زبان کی خصوصیات و اِمتیازات	محترم جناب مظہر عباسی صاحب	۵۳
اَخبار الجامعہ		۶۲

خوشخبری

آپ ماہنامہ اَنوارِ مدینہ اِنٹرنیٹ پر مندرجہ ذیل لنک پر بھی پڑھ سکتے ہیں

http://www.scribd.com/anwaremadina

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

کئی برس گزر گئے یہی کہا جا رہا ہے کہ جلد بجلی کے بحران پر قابو پالیا جائے گا لوڈ شیڈنگ ختم کردی جائے گی توانائی کا حصول سستا اَور سہل ہو کر مُلک میں خوشحالی کا دَور دَورہ ہو جائے گا۔

اِس کے لیے بتلائے گئے ماہ وسال بھی گزر گئے مگر تا حال معاملہ جوں کا توں ہے بلکہ پہلے سے بھی بدتر۔ پچھلے برس گرمیوں کی راتیں عورتوں اَور بچوں تک نے گھروں سے باہر گلیوں اَور سڑکوں پر گزاردیں جبکہ اِس برس اَبھی گرمی آئی بھی نہیں مگر حالت یہ ہے کہ شہروں میں ایک گھنٹہ بجلی آتی ہے اَور تین سے چار گھنٹے غائب رہتی ہے دیہی علاقوں کی حالت اِس سے بھی بری ہے۔

اَب اگر بجلی کم آرہی ہے تو بل بھی کم آنا چاہیے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اُس کی قیمت اِس تناسب سے بڑھائی جارہی ہے کہ سرکاری خزانہ کی آمدن میں ہر ماہ یکسانیت اَور ٹھہراؤ کے ساتھ ساتھ اِضافہ بھی ہوتا رہے بلکہ اِضافہ ہی ہوتا رہے گویا سرکاری خزانہ رُوبہ ترقی رہے اَور عوامی جیبیں اُجڑی اُجڑی۔

اِس موقع پر کار پردازانِ حکومت کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اِس صورتِ حال سے کسی غلط فہمی میں نہ رہیں اَور نہ ہی جعلی اَعداد وشمار کی مہارت پر تکیہ کریں کیونکہ جعل سازی اَور دھوکہ بازی کی

حیثیت ریت کے گھروندوں سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ''فریب کاری'' ''خود فریبیوں'' کا دَھندا ہے بہت ہو چکی اِنہیں چاہیے اَب آنکھیں کھولیں اَور نوشتۂ دیوار پڑھیں اِقتدار آنی جانی چیز ہے کسی کے گھر کی لونڈی نہیں ہے اپنی ''نااہلی'' کا اِعتراف حوصلہ و جرأت کہلاتا ہے عوام کو بیوقوف بنا کر اِقتدار کے گرد منڈلانے والی پارٹیاں اللہ سے ڈریں اِن کے پارٹی دستور اللہ سے بغاوت کا اِعلان اَور شیطان کی اِطاعت پر مبنی ہیں۔

دُوسری طرف عوام الناس بھی اپنی بداَعمالیوں پر اللہ کے حضور توبہ تائب ہوں کیونکہ اِقتدارِ اَعلیٰ کی اَمانت بددیانت حکمرانوں کے سپرد کرنے کی خیانت کا جرمِ عظیم بھی اِن ہی کا کیا دَھرا ہے جس کا اِرتکاب ایک بار نہیں بلکہ گزشتہ ساٹھ برس سے بار بار کرتے چلے آرہے ہیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

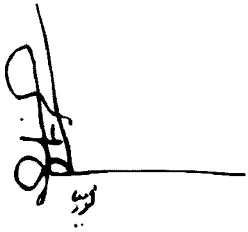

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا درسِ حدیث علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اَللّٰہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

اللہ کی ذات کا نور سب روشنیوں اَور نوروں سے بالا ہے۔ اِس جہان میں اللہ کا دیدار رواقع نہیں

نبیوں کا ایک دُوسرے سے تقابل نہیں کرنا چاہیے

''شریعت'' و ''طریقت'' کا فرق ۔ ''نسبت'' کیا ہے ؟

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 69 سائیڈ A 1987 - 05 - 10)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت آقائے نامدار ﷺ کے پاس ایک صاحب آئے اَور اُنہوں نے سوالات کیے اِسلام کیا ہے ؟ پھر پوچھا اِیمان کیا ہے پھر پوچھا اِحسان کیا ہے اِحسان کے بارے میں آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ اِحسان اِس چیز کا نام ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت اِس طرح کریں کہ جیسے کہ آپ خدا کو دیکھ رہے ہیں خدا سامنے ہے لیکن یہ خیال جمانا مشکل کام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مِثل کوئی چیز نہیں جو بھی تصور کریں اللہ تعالیٰ اُس سے بھی بہتر ہے اُس سے بھی وراء ہے پَرے ہے بالا ہے تو کسی شکل کا تصور نہیں کیا جا سکتا، جو اِنسان نے دیکھی ہیں چیزیں جتنی اُس کی معلومات ہیں جہاں تک اُس کی نظر پہنچی ہے جہاں تک اُس کا خیال پہنچتا ہے اُس میں جو بڑے سی بڑی

چیز ہوگی وہ بھی چیز ہے وہ بھی محدود ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ نہیں اُس جیسا کوئی بھی۔

دُوسرا درجہ یہ ہوتا ہے کہ روشنیاں خیال کرلیں جیسے روشنیاں ہوتی ہیں چاند کی روشنی سورج کی روشنی بجلی کی روشنی تو یہ سب مادّی ہیں حقیقتًا اللہ تعالیٰ کا نور اِن روشنیوں سے بالا ہے تو حق تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے بارے میں کیسے خیال کیا جائے کہ ہم اُسے دیکھ رہے ہیں اِس کو تو سیکھنا ہی پڑتا ہے بغیر اُس کے خود سے یہ مشکل ہوتا ہے سوائے اِس کے کہ اِس کا آسان حل یہ ہے کہ آدمی یہ یقین رکھے کہ میں اُسے دیکھ رہا ہوں اَور کس طرح ؟ شکل یا رنگ یا روشنی اُس کی نفی کرتا رہے کہ اِن سے بالا ہے جو بھی خیال کرے، بس اِتنا ہے کہ میں اُسے دیکھ رہا ہوں یا یہ مشکل پڑتا ہے تو دُوسرا یہ کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے یہ ذرا آسان ہے بہ نسبت پہلے تصور کے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی کیا اِنسان نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اُس کو دیکھ رہے ہیں ہر ایک کو ہر چیز کو وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّکَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز بھی غائب نہیں ہے پوشیدہ نہیں ہے ایک ذرّہ کے برابر بھی زمین یا آسمان میں وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذَالِکَ وَلَآ اَکْبَرُ اِس سے چھوٹی کوئی چیز ہو یا بڑی یہ بات اِنسان کو آسانی سے سمجھانے کے لیے فرمائی آپ آج کے دَور میں اِس سے بھی زیادہ باریکیوں میں چلے جائیں جب دُوربینیں (اَور خوردبینیں) اِیجاد ہوگئیں اَور وہ چیزیں نظر آنے لگیں جو نظر سے مخفی رہتی ہیں وہ جراثیم نظر آنے لگے جو نظر سے مخفی رہتے ہیں بے حساب ہر موسم میں اَلگ اَلگ تو آج کے دَور میں جتنی مخلوقات تک آپ کی رسائی ہوتی ہے یہ سب خدا کی پیدا کردہ ہیں خدا ہی اِنہیں پیدا کرتا ہے اِن کو زندگی بخشتا ہے پھر اِن کو اُٹھاتا ہے وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ اللہ کے سوا باقی کوئی جان ہی نہیں سکتا حساب بھی نہیں کرسکتا جاننا تو بہت بڑی بات ہے گنتی بھی نہیں کرسکتا۔ تو حق تعالیٰ نے جو بھی چیزیں پیدا فرمائی ہیں اُن سب کو دیکھ رہا ہے اُن سب کا علم ہے اُن سب کا اِنتظام فرماتا ہے رزق کا حیات کا صحت کا

اَور جس جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے تو اللہ کی ذات وہ ذات ہے۔

علماءِ صوفیہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے بارے میں غور کرنا یہ ہر ایک کا کام نہیں ہے منع کرتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کو پہچاننے کے لیے صفات کا جاننا یہ کافی ہے کہ اللہ کی یہ صفت ہے کہ اُس جیسی کوئی چیز نہیں اَور وہ کسی جیسا نہیں اللہ کی یہ صفت ہے کہ وہ ہر عیب اَور نقص سے پاک ہے عاجزی سے پاک ہے کہ کوئی کام نہ کر سکے ایسا ہے ہی نہیں اُس میں تمام کمال کی صفات جو آپ سوچ سکتے ہیں صفاتِ کمالیہ وہ سب پائی جاتی ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ صفت جو ہو وہ پائی جاتی ہے تو ننانوے صفات جو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں بتائی گئیں ہیں جو ننانوے نام حق تعالیٰ کے ہم پڑھتے ہیں جانتے ہیں چھپے ہوئے بھی ملتے ہیں اُن میں بتائیں وہ جیسے اُس کی شان کے لائق ہے **کَمَا یَلِیْقُ بِشَانِہٖ**۔ تو حقیقت یہ ہے کہ اِنسان عاجز ہے اپنے خالق کو پوری طرح جاننے سے، پوری طرح نہیں جان سکتا اگر اِتنا بھی جان نہ سکتا تو اِنسان کو اِیمان کا مکلّف ہی نہ قرار دیا جاتا۔

اِنسان جیسے 'شعور' کے بوجھ سے سب نے اِنکار کر دیا :

اِس کے بارے میں کہتے ہیں **اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ** قرآنِ پاک کی آیت ہے یہ کہ اَمانت ہم نے پیش کی آسمانوں کو زمین کو پہاڑوں کو سب نے اِنکار کر دیا نہیں لیں گے، ہم نہیں لے سکتے وہ شعور جو اِنسان کو دیا گیا وہ عقل جو اِنسان کو دی گئی جس قسم کی زندگی حیات اِنسان کو دی گئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا آسمانوں سے کہ میں تمہیں دے دُوں یہ، اُنہوں نے کہا نہیں اِس قسم کی حیات کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔ یہ جو اِنسان کو لوازمات دے دیے گئے 'شر' بھی دیا 'خیر' بھی دی 'عقل' بھی دی مکلّف بنایا اِس طرح کی حیات اُن کو بخشنے کے لیے فرمایا کہ یہ شعور تمہیں بھی دے دُوں تو اِنہوں نے اِنکار کر دیا **حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ** اِنسان ہی وہ چیز ہے بس، جس میں وہ چیز آ گئی وہ حیات آ گئی وہ شعور آ گیا بہت بڑی چیز ہے

اِیمان کی دولت، معرفت، خدا کی خلافت خَلِیْفَةُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ تو اِس کو قبول کرنا برداشت کرنا اِس کے لیے کوئی تیار نہیں تھا ایک اِنسان ایسی مخلوق تیار ہوگئی کہ اُس نے یہ قبول کرلیا حَمَلَھَا الْاِنْسَانُ۔

عالمی گھڑیاں خدائی نظام کے تابع ہیں :

اَب اِس کو نبھانا بڑا مشکل کام ہوگیا کیونکہ بڑے حجابات اِنسان اَور اُس کے پیدا کرنے والے کے درمیان میں ہیں، چیزیں تو نظر آتی ہیں ساری جیسے جن سے اُس کی پہچان ہو معرفت ہو ایک نظام ہے عجیب قسم کا اِتنا پختہ اَور اِتنا صحیح کہ اُس سے گھڑیاں درست کی جاتی ہیں وہ اِتنا صحیح نظام ہے وہ نظام غلط نہیں ہوتا حساب غلط ہوجاتا ہے آدمی سوچتا ہے پھر پتہ چلتا ہے حساب میں غلطی ہے وہ نظام ایسا عجیب ہے یہ سورج جہاں سے آج کی تاریخ میں نکلا ہے اَگلے سال بھی اِس تاریخ کو اِسی جگہ سے نکلے گا اَور اِسی جگہ غروب ہوگا۔ اِسی طرح چاند ستارے ہیں کوئی فرق آہی نہیں سکتا اَور کسی چیز میں آپ کو نظر نہیں آئے گا کہ عجلت ہورہی ہو جلدی ہورہی ہو جیسے کہ جلدی کی ضرورت ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ چلارہے ہیں نظام یہ اُس کے وجود کی دلیلیں ہیں اَور وہ اِطمینان سے جاری ہے بغیر جلد بازی کے کیونکہ جلدی پڑتی ہے تو کسی غرض سے پڑتی ہے کوئی وجہ ہوتی ہے، وہاں کوئی جلدی نہیں ہر چیز اپنے وقت پر بالکل ایسے جسے آپ فطرت کہتے ہیں اُس حال پر چل رہی ہے تو حق تعالیٰ کی ذاتِ پاک کے درمیان اَور اِنسان کی معرفت کے درمیان بہت پردے آگئے یہ بالکل مادّی ہوگئے دائیں بائیں اُوپر نیچے ہر طرف جو چیز دیکھتا ہے کسی نہ کسی مادّہ سے بنی ہوئی ہے تو مادّی ہوگئیں اَور غیر مادّی رُوحانی چیزوں کا اِدراک پس پردہ چلا گیا تو اَپنے خالق کا اِدراک اَور بھی پیچھے ہوگیا۔ اَگر غور کریں تو ہر چیز سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا وجود ہے اَور غور نہ کرے تو کچھ بھی نہیں تو یہ ''اَمانت'' اللہ نے اِنسان کو عنایت فرمادی اِنسان نے لے لی اُس کو خیال بھی نہیں گزرا کہ میں کتنی بڑی چیز لے رہا ہوں اَور اِسے نبھانا کتنا مشکل کام ہوگا تو حق تعالیٰ کی ذاتِ پاک کو پوری طرح جاننا یہ تو اِنسان کے بس سے باہر ہے اِنسانی طاقت ہی نہیں۔

آخرت میں اللہ کا دیدار نصیب ہوگا :

اُس کی زیارت ہوجانی رؤیت وہ جنت میں ہوگی اُس کا وعدہ ہے وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ تروتازہ ہوں گے چہرے اَور پروردگار کو دیکھتے ہوں گے رؤیت باری تعالیٰ جگہ جگہ حدیث شریف میں بھی آئی ہے تفصیل سے آیا ہے اِس کا ذکر، قرآنِ پاک میں بھی آیا ہے لیکن دُنیا میں ؟ دُنیا میں تو نہیں ہے بہت مشکل ہے ممکن ہے اللہ کو قدرت ہے ہر چیز کی لیکن وقوع میں نہیں آئی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت ہو اِن آنکھوں سے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار طلب کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُنْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ پہاڑ کو دیکھیں اگر یہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو پھر تو آپ دیکھ لیں گے لیکن ایسے نہیں ہوسکا پہاڑ نہیں ٹھہر سکا فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا پہاڑ تو ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بے ہوش ہوگئے تجلی سچ مچ تھی حقیقی تھی اَور اُس کا اَثر بھی ظاہر ہوگیا۔ جہاں تک اَحادیث میں آتا ہے متعدد جگہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ بھی فرمایا کہ سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ میں آدم علیہ السلام کی اَولاد میں سب کا سردار ہوں وَلَا فَخْرَ فخر نہیں اَور میں سیّد المرسلین ہوں، اِس جیسے اَور بھی کلمات اِرشاد فرمائے جگہ جگہ۔

نبیوں کو ایک دُوسرے پر فضیلت نہ دینے کی حکمت :

مگر یہ بھی منع فرمایا کہ تقابل نہ کرو نبیوں کا آپس میں جیسے حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں سخت کلمات قرآنِ پاک میں آگئے اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ جب وہ بھاگ گئے بھری ہوئی کشتی کی طرف تو بگوڑے غلام سے مشابہت دی جیسے آقا سے بھاگ جاتا ہے اُس کو ''اِباق'' کہتے ہیں اِباق کا لفظ اُس کے لیے خاص ہے وہ بھاگ کر اُس میں گئے وہاں قرعہ اَندازی کی گئی قرعہ اَندازی میں اُن ہی کا نام آیا فَسَاھَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ اور اُن کے یہاں کوئی دستور تھا کہ غلام اگر بھاگ کر آجاتا تھا تو پھر یہ ہوتا تھا کہ ساروں کے ڈوبنے کا اَندیشہ ہوتا تھا تو اِس لیے وہ غلام کو اُتار دیتے

تھے کہ تم اُتر جاؤ تاکہ ہم تو سلامت رہیں وہ کوئی ایسی جگہ تھی سمندر تھا کہ جہاں سوائے اِس کے چارہ کار ہی نہیں ہوسکا کہ پھینکا جائے اُس آدمی کو (خشکی میں)۔

تو قرآنِ پاک میں یہ لفظ آگئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اَنبیائے کرام کو اُس کے لیے وہ بھی بندے ہیں وہ جن اِلفاظ سے چاہے یاد فرمالیں تمہیں حق نہیں ہے کہ تم ایسی بات اپنے آپ کہنی شروع کردو یہ گستاخی ہوجائے گی اَور گستاخی ہوگی تو کفر ہوجائے گا اِیمان ہی ختم ہوجائے گا تو اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا اُس کو قرآن میں پڑھنا نماز میں پڑھنا اُس کا ترجمہ کرنا وہ بتلادینا کہ اللہ کا یہ اِرشاد اَور کلمات ہیں اِس میں حرج کوئی نہیں اِن کے علاوہ ہم تقابل کرنے لگیں وہ منع فرمادیا تو یہ فرمادیا کہ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّقُوْلَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی[1] کسی آدمی کو یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ بات کہے کہ میں بہتر ہوں یونس علیہ السلام سے اَپنے بارے میں خود اِرشاد فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کہ ایسے نہ کہا کرو۔

قرآنِ پاک میں ہے تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے ایسے ہی اَنبیائے کرام ہیں خود رسول اللہ ﷺ بھی فرماتے ہیں کہ میں سیّد ولد آدم ہوں اَور قیامت کے دِن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ[2] بہت کلمات ایسے آتے ہیں اَور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا وَلَا فَخْرَ یعنی اِظہار کے طور پر کہہ رہا ہوں فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا مگر اُمت کو منع فرمادیا کہ تم اِس کام میں نہ پڑنا کہ تم تفاضل بین الانبیاء کرنے لگو فلاں نبی اَفضل فلاں غیر اَفضل جب کہو گے کہ غیر اَفضل تو توہین سی ہوتی ہے ایک طرح کی اگر یہ کہتے ہو کہ فلاں سے فلاں اَفضل ہے تو اِس میں کوئی حرج نہیں سمجھ میں آتا اَور اگر کہتے ہو کہ فلاں مَفضُول ہیں نیچے ہیں تو یہ بات کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم توہین تو نہیں کررہے تو منع فرمادیا۔

---

[1] بخاری شریف کتاب التوحید رقم الحدیث ۷۵۳۹

[2] مشکوۃ شریف باب فضائل سیّد المرسلین رقم الحدیث ۵۷۶۱

ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک جھگڑا ہوا ایک یہودی نے ایک بات کہہ دی وَالَّذِی اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْبَشَرِ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام لوگوں پر تمام بشر پر جس نے فضیلت دی اُس ذات کی قسم کھاتا ہوں یہ سنا اُس مسلمان نے ایک یہودی سے تو اُسے کہا کہ تو یہ بات جو کہہ رہا ہے کہ تمام اِنسانوں پر فضیلت دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تو کیا محمد ﷺ پر بھی فضیلت دی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ؟ تو اُس نے کہا کہ ہاں اِنہیں غصہ آیا اِنہوں نے اُس کے ایک چپت مار دیا کہ یہ تو بدتمیزی کر رہا ہے تجھے اَنبیاء کرام کے تفاضل کی خبر نہیں۔ تو وہ آ گیا شکایت کرنے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے پاس اَور کہا اِنَّ لِیْ ذِمَّةً وَّعَهْدًا میں تو آپ سے معاہدہ کے بعد رہ رہا ہوں آپ کے پاس اَور میرا ایک ذمہ ہے میں ذمی ہوں حفاظت آپ کریں گے جان کی مال کی یہ آپ کے ذمہ ہے تو اِس نے مجھے ایسے مارا ہے چپت۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُنہیں بُلا کر پوچھا اُنہوں نے کہا کہ جی، یہ، یہ کہہ رہا تھا وَالَّذِی اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْبَشَرِ قسم اُس ذات کی جس نے تمام اِنسانوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چنا اَفضلیت کے لیے تو میں نے پوچھا اِس سے اِس نے جواب دیا کہ ہاں جناب سے بھی اَفضل ہیں تو مجھے غصہ آیا اَخَذَتْنِیْ غَضْبَةٌ تو میں نے اِس کے ایک مار دیا تو رسول اللہ ﷺ نے منع فرما دیا کہ اِس بحث میں نہ پڑا کرو کیونکہ ایک تو خصوصیات ہیں کسی کو کوئی کسی کو کوئی خصوصیت دے دی چنانچہ فرمایا کہ سب سے پہلے تو میں اُٹھوں گا قیامت کے دن جب میں اُٹھوں گا تو دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرشِ الٰہی کو پکڑے ہوئے ہیں اِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ..... بِالْعَرْشِ [1] تو میں نہیں کہہ سکتا اَب بھی اِس وقت نہیں کہہ سکتا، نہیں بتا سکتا میں، کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا اُن کو جو ''طور'' پر اُنہوں نے ایک سن لی تھی آواز تجلی کی جس سے وہ بے ہوش ہو گئے تھے اُس کی وجہ سے قیامت کے صور سے وہ بے ہوش نہیں ہوں گے اَور یا یہ ہے کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے فَأَفَاقَ قَبْلِیْ. تو گویا یہ ایک قسم کی اُن کی خصوصیت ہوئی۔

---

[1] مشکوۃ شریف باب بدأ الخلق و ذکر الانبیاء رقم الحدیث ۵۷۰۸

قرآنِ پاک میں آتا ہے وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جب صور پھونکے گا تو سب بے ہوش ہوجائیں گے سوائے اُن کے جنہیں اللہ چاہے کہ نہ ہوں بے ہوش تو وہ نہیں ہوں گے آخر صور پھونکنے والا فرشتہ بھی تو ہوگا وہ بے ہوش نہیں ہوگا جسے خدا نہ چاہے نہیں ہوگا ورنہ سب ہوں گے۔

تو اُس میں اِرشاد فرماتے ہیں کہ بے ہوشی مجھ پر بھی آئے گی اَور میں جب ہوش میں آؤں گا تو دیکھوں گا کہ وہ عرش کو پکڑے ہوئے ہیں تھامے ہوئے ہیں تو یہ نہیں میں کہہ سکتا فَلَا اَدْرِیْ .... اَفَاقَ قَبْلِیْ ....[1] مجھ سے پہلے وہ ہوش میں آگئے یا یہ بدلہ ہے اُس تجلی کا جو طور پر ہوئی تھی۔

تو وہ تجلی جو تھی میں یہ کہہ رہا تھا کہ واقعی تھی، یہ نہیں ہے کہ یوں ہی کوئی تجربہ جیسے کھلونے کا کرلیتا ہے جھوٹ موٹ کا ایسے نہیں ہے بلکہ وہ سچ مچ تجلی تھی اَور اُس کا اَثر یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو بے ہوش ہوگئے اَور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اَور اِس کی وجہ کیا تھی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا کہ دیکھو جسمانی طور پر تم سے زیادہ قوی چیز جو ہے وہ پہاڑ ہے تو اَگر یہ تجلّیٔ ذاتی کو قبول کرلے تو تمہارا جسم بھی ہوسکتا ہے کہ قبول کرلے اِسے، تو اِس لیے پہلے اِس پر دیکھیے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا تو جب وہ ہوش میں آئے تو اُنہوں نے کہا سُبْحَانَکَ تیری ذات پاک ہے تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ رجوع کرتا ہوں تیری طرف اَور میں سب سے پہلے اِیمان لانے والوں میں ہوں تو سُبْحَانَکَ کا لفظ کہا ہے تیری ذات پاک ہے پاک ہے برتر ہے بلند تر ہے بالاتر ہے تو اللہ کا اِس طرح سے شعور اِس طرح سے نظر آنا جیسے ہم ایک دُوسرے کو دیکھ رہے ہیں یہ اِس عالم میں نہیں ہے اُس عالم میں اَلبتہ رُؤیت ثابت ہے بلا شبہ۔ گویا رُوح میں تو اِتنی قوت اللہ نے دی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کا اِدراک کرسکے لیکن جسم میں نہیں ہے جب جسم سے خالی ہوجائے گی یہ اَور

---

[1] بخاری شریف کتاب الخصومات رقم الحدیث ۲۴۱۱

وہاں (آخرت میں) جائے گی تو پھر اِدراک کر سکے گی یا جسم کے جو اَجزاء منتخب ہو جائیں گے اَور رُوح کے ساتھ دائمی جنہیں قرار دے دیا جائے گا وہ اَجزاء ایسے ہوں گے کہ اُنہیں (قوت اور) حکم رُوح والا حاصل ہوگا وہ دیکھ سکیں گے رؤیتِ باری تعالیٰ وہاں ہو سکے گی یہاں دُنیا میں جسم کا معاملہ ایسا نہیں ہے یہاں تو جسم کے اَجزاء بے شمار پیدا ہوتے ہیں اَور فناء ہوتے ہیں آخر ہر آدمی ایک پاؤ ڈیڑھ پاؤ ڈھائی پاؤ تین پاؤ کھاتا ہے پیتا ہے یہ کہاں جاتا ہے یہ بن بھی رہے ہیں فناء بھی ہو رہے ہیں اَجزاء تو پتہ نہیں کتنے اَجزاء اِنسان اپنی زندگی میں رَوز فناء کرتا ہے اَگر وہ فناء نہ ہوں بلکہ جمع ہوتے رہیں اَور رَوزانہ کا اِس کا سیر بھر کا اِضافہ ہوتا رہے تو اِنسان پہاڑ کے برابر بن کر مینار کی طرح کھڑا ہو جائے گا لیکن یہ نہیں ہے بلکہ فناء بھی ہو رہے ہیں ساتھ ساتھ۔

یہاں اِحسان کے معنٰی یہی ہیں کہ بس ایک یقین کہ اُس کی ذاتِ پاک موجود ہے گویا میں اُسے دیکھ رہا ہوں اَور وہ نور ہے مگر ایسا نہیں ہے جیسے یہ روشنیاں ہیں اِن سے بالا ہے اَور یا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

''شریعت'' و ''طریقت'' کا فرق :

یہ شریعت طریقت وغیرہ کے بارے میں میں نے شاید پہلے بھی بتلایا تھا کہ جو شرعی اَحکام ہیں اِن کا نام '' شریعت '' ہے اَور اِن کی عادت بنالے آدمی تو اِس کا نام '' طریقت '' ہے تو اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ شریعت اَور طریقت جدا جدا چیزیں ہیں تو جدا اِسی حد تک ہیں کہ ایک ہے اَحکام کا جاننا اَور ایک ہے اَحکام کا عادت بنالینا اِس حساب سے دونوں میں بڑا فرق ہے اَحکام کا جاننا تو ''علم'' ہے وہ تو پڑھ کر بھی آسکتا ہے اَور اُس کی عادت بنانا یہ ''عمل'' ہے تو اِس کا نام طریقت ہے کہ اگر اَحکامِ شرعیہ عادت بن جائیں جیسے صحابہ کرامؓ اَور یا جو بھی عمل کرنا شروع کر دے مسلمان تو یہ طریقت ہے۔

طریقت کا کچھ اَور مطلب لینا گمراہی ہے :

اَور یہ کہنا کہ ظاہری شریعت یہ ہے اَور باطنی طریقت میں اَحکام اَور ہیں اَلگ ہیں یہ گمراہی ہے اِس کی کوئی حقیقت نہیں سب غلط ہے اللہ تعالیٰ نے جو اَحکام دیے ہیں وہ یہی ہیں اَلبتہ تَخَلُّقُ بِھَا یعنی اِن کی عادت بن جائے یہ تو ''طریقت'' ہے اَور جو سکھاتے ہیں صوفیائے کرام جو طریقہ بتلاتے ہیں ذکر کا اُس کا نام ''اَشغال'' ہے اَور جو یہ ''اِحسان'' ہے اِس کا نام ''وصول'' ہے بعد میں علماء نے صوفیاء نے یہ نام رکھا۔

''نسبت'' کیا ہے :

اَور ایک چیز ہے نسبت، نسبت ایک ربطِ خاص ہے اللہ کی ذات سے قوی تعلق قلب کا اللہ پاک کی ذات سے بہت قوی قسم کا ہو جائے جس میں کوئی شک تردّد نہ آتا ہو بس شک کی بات سننے کی گنجائش ہی نہ ہو جیسے علماء نے مثال دی ہے ''اِیمانِ عجائز'' کی بوڑھیوں کا اِیمان کہ وہ دُوسری بات سنتی نہیں ہیں اُس کو کچھ بھی سمجھا لو وہ نہیں سمجھ میں آئے گا اُس کے، جو اُس کا اِیمان بن چکا ہے اُس میں کوئی تردّد کی گنجائش نہیں دَلیل کی بھی ضرورت نہیں اَور دلیلیں دو تو بھی بیکار کوئی چیز اُس کو ہلا نہیں سکتی۔

بہت ریاضت کے بعد ''نسبت'' کا حصول ہوتا ہے :

تو یہ نسبت رسول اللہ ﷺ کی صحبتِ مبارکہ کی برکت سے صحابۂ کرام ؓ کو فوراً حاصل ہو جاتی تھی اَور ہمیں ایک مدت لگتی ہے عبادتیں کرنے میں قرآنِ پاک کی تلاوت ہو نوافل ہوں یا اَور عبادتیں ہوں بڑی مدت لگتی ہے پھر جا کر دِل کا تعلق اللہ کی ذات سے پکی قسم کا ہوتا ہے کہ پھر آدمی کو جو بات خلافِ شرع ہو وہ ناگوار گزرنے لگے سچ مچ ایسی کیفیت ہو جائے کہ خلافِ شرع چلتے ہوئے اَپنے آپ کو بوجھ ہو اَور اِستغفار کرے ذرا سی خلافِ شرع ہو جانے پر خود اپنی غلطی محسوس کرے وغیرہ وغیرہ یہ کیفیت ایک عرصہ بعد پیدا ہوتی ہے۔

ہاں رسول کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے زمانے میں آپ کی بس ذرا سی صحبت سے قریب جانے سے چند منٹ پاس رہ لینے سے یہ بات حاصل ہوجاتی تھی تو یہ بہت بڑی نعمت تھی یہاں اِس حدیث شریف میں اِسلام، اِیمان، اِحسان کے بارے میں بتلایا گیا ہے۔ اِحسان کا معنٰی ہوگئے وصول اَور معرفت اَور یہ دُنیا میں اِنسان کو جس طرح سے سکھائی جاتی ہے وہ تصوف کے طریقے ہیں ورنہ خود جو ہے وہ صفاتِ باری تعالیٰ پر غور کرکے اَور ساتھ ساتھ تنزیہہ، اللہ کی ذات کی کرتا رہے تقدیس کرتا رہے کہ جو میرے خیال میں آیا ہے یہ میرا خیال ہے اللہ اِس سے بھی بالا ہے یہی کرتا رہے یہی اِحسان میں داخل ہے اِس سے ہی معرفت حاصل ہوتی ہے اَور اِنسان جمع رہے اِستقامت ہو تو پھر وہ اِس سے بلند مقامات پر چلا جاتا ہے یا نسبت کم اَز کم حاصل ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی معرفت اَپنی رضا سے نوازے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دے، آمین۔ اِختتامی دُعا..................

۞ ۞ ۞

علمی مضامین سلسلہ نمبر ٥١

"اَلحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

عالمی اَور ملکی حالات پر دُور اَندیش تبصرہ

ملکی حالات کے ذیل میں میں یہ ذکر کر رہا تھا کہ ہمیں ٦٥ء کی پہلی ہی لڑائی نے بتا دیا تھا کہ ہندوستان جب دھمکیاں دیتا ہے تو اُنہیں حقیقت پر محمول کرنا چاہیے۔ ٦٥ء میں اُس نے کہا تھا کہ ہم اپنی مرضی کا محاذ کھولیں گے پھر اُس نے کشمیر کے علاوہ بین الاقوامی بارڈر پر جنگ چھیڑ دی اَور لاہور کی طرف بڑھ آیا وغیرہ۔

اَب پھر وہ اِلزام لگا رہا ہے کہ پاکستان سکھوں کی اِمداد کر رہا ہے، اِس کے بعد اُس نے پاکستانی سرحدات پر جنگی تیاریاں اَور مشقیں شروع کیں اَور تیور بدل لیے ہیں جس میں ہندوستان کی داخلی صورتِ حال پیش ِنظر رکھنی اِنتہائی ضروری ہے۔

ہندوستان میں حکومت کی داخلی مضبوطی میں نہرو خاندان کی عظمت کو دَخل ہے جو وہاں کے باشندوں کے ذہن میں جاگزیں چلی آرہی ہے لیکن دُوسری طرف سکھ قوم کا ایک مذہبی فدائی طبقہ اِس خاندان سے دُشمنی پر اُتر آیا ہے اَور اِس کی وجہ بھی مذہبی ہے کہ اِن کے گردوَارے میں فوج نے داخل ہو کر کارروائی کی اُس کا تقدس پامال کیا جبکہ صرف سخت محاصرے سے بھی وہاں باغیانہ مرکز بنا لینے والوں کو مرکز خالی کر دینے پر مجبور کیا جا سکتا تھا چاہے اِس طرح عرصہ زیادہ لگ جاتا مگر عبادت گاہ کا تقدس قائم رہتا اَور سکھوں کا یہ اِختلاف مذہبی رنگ نہ اِختیار کر پاتا وہ یوں ہاتھ دھو کر نہرو خاندان کے پیچھے نہ

پڑتے۔ راجیو کو زِرّہ نہ پہنی پڑتی نہ محفوظ ترین گاڑیاں اَور سٹیج بنانے پڑتے اگر راجیو کے ساتھ کوئی بات پیش آجاتی ہے تو نہ صرف یہ کہ بہت سے علاقے آزاد ہو جائیں گے بلکہ جنوبی ہند بھی شمالی ہند سے اَلگ ہو جائے گا کیونکہ مملکت میں داخلی مضبوطی بالکل مختل ہو کر رہ جائے گی۔

اَب اِس صورتِ حال میں راجیو اَور اُن کے ہم نوا یہ سوچ سکتے ہیں کہ 'میزو قبائل' کی آزادی 'کشمیر' کی آزادی اَور 'خالصتان' کا مطالبہ اِن سب کی جڑ پاکستان کا وجود ہے۔ اگر یہ حصہ ہندوستان سے اَلگ نہ ہوتا تو مذکورہ علاقے والے خودمختاری کا خواب کبھی نہ دیکھ سکتے لہٰذا پاکستان ہی کو ختم کر دویا حملہ کر کے اِتنا کمزور کر دو کہ وہ خود کو سنبھالے رکھنے کے قابل بھی نہ رہے۔ اِس مقصد کے حصول میں اُسے ایک سپر پاور (رُوس) کی ہمنوائی حاصل ہوگی اَور اَمریکا حسبِ سابق پاکستان کی صرف زبانی ہمدردی و غمخواری کرے گا اِس کی خاطر اپنے سر کوئی جنگ نہ لی ہے نہ لے گا۔ ہندوستان کو مستقبل میں اپنی طرف مائل رکھنے کے لیے اُسے کوئی دھمکی بھی نہ دے گا۔

رہی اَفغانستان کی مظلومیت تو وہ بھی اُسے اپنے مفاد کی خاطر نظر آرہی ہے کیونکہ وہ حقیقتاً مظلوموں کا مددگار نہیں ہے اَگر مظلوموں کا مددگار ہوتا تو فلسطین میں بھی ہوتا۔ اَفغانستان اَور عراق میں اُس کے دونوں دُشمن آپس میں لڑ رہے ہیں اَور اُس کا اَسلحہ بِک رہا ہے۔ ساتھ ہی مفت میں اَفغان مجاہدین کی مساعی سے رُوس کا نقصان بھی ہو رہا ہے اَور بدنامی بھی، عرب ممالک کی سب دولت اِن جنگوں میں اَمریکا کے پاس چلی گئی ہے اَب پاکستان اَگر خدانخواستہ نہ بھی رہے تو اپنے مفادات کسی اَور طرح حاصل کر لے گا، غرض ایسے سخت پریشان کن حالات میں ہمارا ملک دَاخلی اِنتشار کا شکار ہے۔

صوبہ سندھ کا ایک حصہ موجودہ حکومت سے اِس قدر برگشتہ ہے کہ اُس نے دو تین سال سے باغیانہ اَفکار کی اِشاعت کا سلسلہ چلا رکھا ہے اِس میں کچھ گروپس مسلح ہو چکے ہیں اَور اِتنے ہتھیار بند کہ اُن پر پولیس قابو ہی نہیں پا سکتی وہاں فوج ہی کنٹرول پر مامور ہے۔ اَور کوئی مخفی بات نہیں ہے کہ اُن کے علاقے ہندوستان کی سرحد سے کوئی خاص فاصلہ پر نہیں ہیں۔ اِس صورتِ حال کی طرف سے حکومت کا تغافل ملک کے لیے اَز حد نقصان دہ ہو سکتا ہے۔

ہندوستان کی مذکورہ بالا حالت و کیفیت میں ہمیں اِس کا 'سیاسی' حل نکال لینا چاہیے 'فوج کشی' اِس کا حل نہیں۔

جہاں تک لاہور سیالکوٹ بارڈر کا تعلق ہے تو روزمرہ خبریں آرہی ہیں کہ وہاں ہندوستان اپنے دفاع کو اِنتہائی مضبوط بنا رہا ہے کہ پاکستان اِدھر نہ بڑھ سکے چاہے سکھ سپلائی لائینیں بھی کاٹ دیں۔ اَبھی چندی گڑھ میں ساٹھ جنرلوں کی میٹنگ کی خبر آئی تھی۔

☆ میں نے کہا : کہ مجھے اپنے جنرلوں کے بارے میں یہ گمان ہے کہ یہ اپنی اپنی حدود میں تو نقشہ جنگ بہت اچھا بنا سکتے ہیں لیکن سارے ملک کے مجموعی نقشہ میں 'سیاسی دماغ' کی ضرورت ہوتی ہے صرف 'فوجی دماغ' یہ نہیں بنا سکتا۔

☆ میں نے کہا : کہ مشرقی پاکستان میں یہ ہوسکتا تھا کہ فوجیں ہر طرف سے سمیٹ کر 'سندربن'[1] کو مرکز اَور برما کی سرحد کو اپنی پشت پناہ بنالیا جاتا۔ اگر اُس وقت ایسا کرلیا جاتا تو لڑائی جاری ہی رہتی اَور بنگلہ دیش کبھی نہ بنتا ہتھیار نہ ڈالے جاتے لیکن پورے ملک کی لڑائی یحیٰی خاں لڑ رہا تھا وہ یہ حکم نہ دے سکا 'فوجی ذہن' تھا 'محاذ' سنبھال سکتا تھا 'پورا ملک' نہیں جس کے لیے 'سیاسی دماغ' کی ضرورت تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ نہ اُسے جغرافیہ کا مطالعہ حاصل تھا نہ تاریخ کا ، میں نے یہ سوال خود جنرل نیازی سے بھی کیا جس پر اُن کا جواب قطعًا غیر تسلی بخش تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی فوجی حکمراں اپنے ذمہ دونوں کام لیتے ہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ یحیٰی خاں 'اَنگریز' کا تربیت یافتہ تھا مکمل اَور بڑا نقشہ 'سیاست داں اَنگریز' خود بناتے تھے اَور میدانِ جنگ کا 'جنرل' بناتے تھے۔ آج کے فوجی بھی اُن کے شاگردوں کے شاگرد ہیں اِن کی وہی تربیت ہے جو اِن کے اُستادوں کی اَنگریز نے کی تھی۔

آج پھر صورتِ حال وہی ہے کہ سب کچھ فوج کے ہاتھوں میں ہے اُس کے پاس ایک ذمہ داری ہونی چاہیے مگر اُس نے دونوں لے رکھی ہیں اِس لیے پھر لغزشِ پا کا اَندیشہ محسوس ہورہا ہے خدا اپنی پناہ میں رکھے۔

---

[1] بنگال کا مشہور جنگل

☆ میں نے کہا : اَندریں حالات ،حکمران طبقہ اَور حزبِ اِختلاف کے موجودہ ڈیڈلاک کو ختم کرنے کے لیے دو باتیں تو نہایت ہی ضروری ہیں : ایک تو یہ کہ جنرل ضیاء فوج سے اَلگ ہو کر سویلین بنیں۔ دُوسرے یہ کہ وہ نیشنل سیکیورٹی کونسل کی طرح کی کوئی چیز نہ بنائیں، نہ فوج کے سول حکومت میں بااِختیار رہنے کی کوئی شق بڑھائیں تو پھر بات ہو سکتی ہے۔

اِس پر محترم نواب زادہ صاحب سے میرا تبادلہ خیال نہیں ہوا ہے۔ تبادلۂ خیال اَور پھر سب دوست جماعتوں کے یکجا بیٹھ کر مشوروں کے بعد جو بات سامنے آئے گی قطعی تو وہی ہوگی۔ اِس سے زیادہ فی الوقت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

☆ میں نے کہا : قرآنِ پاک میں ہے :

مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ o اُولٰئِکَ ھُمُ الظّٰالِمُوْنَ o اُولٰئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ o (پارہ ۶ رکوع ۱۱)

(۱) تو میرا شریعت بل چاہنے والے بھولے بھالے علماء سے یہ سوال ہے کہ جس شخص کو خدا نے سو فیصد اِختیارات دے رکھے ہیں اَور اُس نے اِسلام کے نام پر بزعمِ خود ریفرینڈم کرایا تھا جس کی ووٹ پر لکھی ہوئی عبارت بھی بظاہر جائز نظر نہیں آتی تھی اُس نے یہ کیوں نہیں کیا کہ حنفی باشندوں کے لیے' فقہ حنفی' پر مبنی قانون کا ترجمہ کرا کے عدلیہ کو دے دیتا اَور جہاں مدعی، مدعیٰ علیہ شیعہ ہوں وہاں اُنہیں اُن کا مجتہد قاضی بنا کر اِختیار دے دیتا کہ وہ چاہیں تو اپنے مسلک کے مطابق فیصلہ کرلیں۔ اَور اگر کہیں غیر مقلد حضرات اپنے ہی عالم کو اپنے لیے قاضی (جج) بنانا چاہتے تو اُنہیں بھی اِختیار دے دیتا کہ اپنے آپس کے فیصلے اِس سے کرا سکتے ہیں۔

اگر اُس نے اَب تک ایسا نہیں تو کیا وہ **مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ** کی وعید میں داخل نہیں ہوا۔ اگر نہیں داخل ہوا تو کیوں ؟ اَور اَگر وہ اِس وعید میں داخل ہے اُس نے خدا سے کیا ہوا وعدہ اَور عہد پورا نہیں کیا تو کیا آپ کا ایسے عہد شکن حاکم سے نفاذِ شریعت کی توقع رکھنا خود کو دھوکہ دینا نہیں ہے ؟

(۲) نفاذِ شریعت کے لیے اُس نے کوئی آرڈر بھی نہیں دیا جبکہ وہ صدارتی آرڈر دے سکتا تھا

اَور دے سکتا ہے بلکہ اُسے اَور طول دے دیا کہ جاؤ پہلے خطوط لکھواؤ تار دِلواؤ نئے سرے سے مطالبہ شروع کرو تو ایسے حاکم سے آپ کیوں نہیں پوچھتے کہ جناب اِسی بات پر تو آپ نے ریفرینڈم کرایا تھا کیا اپنے ریفرینڈم کی عبارت بھول گئے ہیں یا حزبِ اِختلاف کی طرح آپ خود بھی اپنے ریفرنڈم کی نفی کر رہے ہیں۔

(۳) اِن ہی بھولے بھالے علماء سے یہ سوال ہے کہ ایسا حکمران طبقہ جو پبلک کو ایسی کفریہ ''ہاں'' اَور ''نہیں'' میں پھنسائے پھر اُس سے پھر جائے پھر لمبا راستہ دِکھائے، کیا اِس کا اِیمان بھی قائم رہا ہے یا اُسے تجدیدِ اِیمان اَور علی الاعلان توبہ کرنی چاہیے تاکہ مذکورہ بالا وعیدوں سے وہ بچ سکے اَور یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ (پارہ۱ رکوع۲) کی فہرست میں داخل نہ رہے۔

(۴) کوئی آمر اَپنے اُوپر عدل و اِنصاف جو شریعتِ مطہرہ کا خاصہ ہے مسلط اَور حاوی کرنا نہیں چاہ سکتا۔ اِس لیے وہ اِسلامی قانون کے نفاذ سے حتی الوسع گریز کرتا ہے کیونکہ اُسے اپنی مصلحت کے تحت من مانی کرنی ہوتی ہے اَور اَگر وہ من مانی کرے گا تو اُس کا خلافِ شرع چلنا فورًا ظاہر ہو جائے گا اِس لیے اُسے یہی اچھا لگتا ہے کہ شریعت نہ آنے پائے۔

نیز قومی اسمبلی چاہتی ہے کہ وہ بااِختیار 'مقنّنہ' رہے اَور اِسلامی قوانین کے نفاذ کے بعد وہ اِن قوانین کی تائید و تقویت کے لیے تو قوانین بنا سکتی ہے مگر حسبِ دِل خواہ ایسے قوانین نہیں بنا سکتی جو اِسلامی قوانین سے متصادم ہوں گویا وہ مطلق العنان مقنّنہ نہیں رہتی اِس لیے وہ بھی خود بخود حتی الوسع شرعی قوانین کے نفاذ کی منظوری سے گریز ہی کرے گی، خصوصًا جب یہ دیکھے گی کہ اِس سے اُوپر والا بھی یہی چاہتا ہے۔

نیز یہ بھی حقیقت ہے کہ قومی اسمبلی کے ممبران تو اپنے اپنے علاقوں کے مسائل حل کرانے کے وعدے پر ووٹ لے کر آتے ہیں قانونِ شریعت کی اَصل اَور بنیادی ذمہ داری اُسی شخص کی بنتی ہے جس نے اِس نام پر ووٹ مانگا اَور خود کو کامیاب بنایا۔

(۵) ہر حکومت اُس وقت دباؤ قبول کرتی ہے جب کسی میں پُر زور طرح ''وگرنہ'' کہنے کی

قوت ہو لیکن جب وہ یہ جانتی ہے کہ یہ سب سامنے آکر مظاہرہ کرنے والے اپنے ہی زیرِ دَست ہیں اَور ایسے بھی خواہ مخلص دوست ہیں کہ کسی حالت میں ہمارا برانہیں چاہ سکتے اُن کی رگیں بھی ہمارے قبضہ میں ہیں اَور ہمارا نقصان اُن کا نقصان اَور ہمارا نفع اُن کا نفع ہے تو ایسے مظاہروں کا کیا وزن رہ جاتا ہے۔ اَب مذاکرات کی دعوت دے گی پھر کچھ بعد مذاکرات ناکام ہوں گے پھر کوئی شریعت بِل سامنے آئے گا پھر مظاہرے ہوں گے آخر تک یہی سلسلہ چلتا رہے گا۔

(٦) اَور اَگر بالفرض یہ بِل آج منظور بھی ہو جائے تو کل پھر صرف معمولی اَکثریت سے خدانخواستہ نامنظور بھی ہو سکتا ہے۔

(۷) اگر نامنظور نہ بھی ہو تو بھی شرعی قوانین کیسے آئیں گے جب تک فقہ حنفی وغیرہ کے تراجم نہ ہوں اَور مذکورہ بالا ہماری مجوزہ صورت صراحۃً نہ منظور کی جائے۔ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ اُسے ۷۳ء کے آئین کی تشریح تسلیم کیا جائے کیونکہ آئین کا جز بنے بغیر عدالت کے لیے وہ قانون واجب التسلیم نہیں ہوگا۔

حامد میاں غفرلہٗ

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

قسط : ۲۲

اَنفَاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی ؒ کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ؒ بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیو بند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی ؒ

۞ ۞ ۞

بشارت اَور رُویائے صالحہ :

میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ بیعت ہونے کے بعد ہی سے برکاتِ سلسلہ اَور فیوض اَکابر طریقت میں اپنے اَندر محسوس کرنے لگا تھا بالخصوص جب سے بالالتزام ذکر مدینہ منورہ میں کرنے لگا تھا، حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے تھے کہ اَکابر نے اِرشاد فرمایا ہے: خواب کی تین قسمیں ہیں اَضغاثُ اَحلام، تخیلات اَور رُوَیائے صالحہ اَور یہ حسبِ حال پیش آتی ہے لہٰذا اِس سے کسی چیز کی اَثبات یا نفی پر کوئی اِستدلال نہیں کیا جا سکتا۔

وَغَایَۃُ الرُّؤْیَا اَنْ تَکُوْنَ کَرَامَۃً وَّلَا تَجُوْزُ اِظْھَارُھَا.(کردری ص ۳۴)

''زیادہ سے زیادہ رُوَیائے صالحہ ایک قسم کی کرامت ہے جس کا اِظہار جائز نہیں ہے۔''

بعض حالتوں میں اِس کا اِظہار جائز ہے مثلاً کوئی بڑا عالم اَور معبر ہو یا اَپنا مخلص دوست ہو جیسا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ایک ہی خواب جو مختلف اَفراد نے دیکھا ہے اُس کی ایک ہی تعبیر ہو بلکہ تعبیر علیحدہ علیحدہ ہوگی جیسا کہ مشہور ہے کہ ہارون رشید کی بیوی نے خواب دیکھا کہ ایک کثیر مخلوق اُس سے زنا کر رہی ہے اَور تعبیر اُس کی نہر زبیدہ کا وجود تھا تو اُس زمانہ کے معبر نے اِس خواب کی تعبیر زبیدہ کی باندی کو بتلانے سے اِنکار کر دیا تھا کہ تو اِس قسم کا خواب دیکھ ہی نہیں سکتی۔

رُؤیائے صالحہ کے بارے میں مختلف روایات ہیں بعض میں اِس کو نبوت کا سترہواں بعض میں چالیسواں بعض میں چھیالیسواں جز قرار دیا گیا ہے۔

اٰتَاہُ اللّٰہُ لِصَالِحِی الْاُمَّۃِ کَالْکَرَامَۃِ......الخ (کردری ص ۳۰)

''رُؤیائے صالحہ کو اللہ تعالیٰ صالحینِ اُمت کے لیے بطورِ کرامت کے عنایت فرماتا ہے۔''

لیکن جاہل صوفیاء اَور دُکاندار اَور نئے پیروں کے یہاں خوابوں پر ہی زندگی کے نقشے بنتے اَور بگڑتے ہیں جو بھی کوئی خواب گھڑ کر سنا دے بس اُسی پر اُس کی کرامت کا اِنحصار ہوتا ہے اَور اُس کے حالات سے قطعِ نظر کر لی جاتی ہے جو ایک بڑا عظیم مفسدہ ہے جس کی روک تھام کی ضرورت ہے۔

حضرت شیخ الاسلامؒ نے جو خواب دیکھے ہیں (جن کو ہم اُن ہی کے الفاظ میں نقشِ حیات سے نقل کر رہے ہیں) وہ اُن کی شخصیت کو سامنے رکھتے ہوئے اُن کی شرافت اَور کرامت اَور بزرگی کے لیے ایک نشانی ہیں۔ بالفرض اگر حضرتؒ اِن خوابوں کو نہ بھی دیکھتے یا اُن کو نہ دکھلائی جاتیں تب بھی حضرتؒ کی زندگی اُن کا زہد و تقوی اَور اِتباعِ سنت اِس درجہ کا ہے کہ جس کی موجودگی میں اُن کے رُوحانی کمالات کا اِنکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

بہرحال منزلِ سلوک طے کرنے میں سالک کو بشارت اَور رُؤیائے صالحہ دِکھلا دِکھلا کر آگے بڑھایا جاتا ہے اِس وجہ سے رُؤیاء سلوک میں ذکر کی جاتی ہیں لہٰذا ہم بھی اِس عنوان کو پورا کرنے کے لیے حضرتؒ کے رُؤیائے صالحہ اَور بشارات کا تذکرہ اِن الفاظ میں کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ سے (تقریبًا سو برس یا اِس سے زائد) ہندوستان میں برکاتِ ذکر و شغل اُٹھ گئی ہیں اَور اُٹھتی جاتی ہیں وہ فیض جو زمانۂ قدیم میں حاصل ہوتا تھا اَب نہیں ہوتا، حرمین شریفین میں فیض بدرجۂ اَتم موجود ہے۔ (اَوکما قال)

بہرحال مدینہ منورہ زید شرفًا میں سلسلہ رُؤیائے صالحہ وغیرہ بکثرت جاری رہا مگر اُس وقت لکھنے اَور ضبط کرنے کا خیال نہیں ہوا۔

خواب میں جنابِ رسول اللہ ﷺ ،صحابہ کرام، اَولیاءِ عظام، ائمہ فخام اَور جناب باری عزاسمہٗ کو بارہا دیکھنے کا شرف حاصل ہوا چونکہ قلم بند کرنے کی نوبت نہیں آئی اِس لیے بلا ترتیب قیدِ زمانہ جس قدر یاد ہے لکھتا ہوں۔

(١) ایک دفعہ دیکھا کہ آقائے نامدار ﷺ مسجد شریف کے شمالی دَروازے سے بابِ مجیدی کے باہر منجانب شمال منہ کیے (قبلہ مدینہ منورہ اَور مسجد نبوی کا بجانب جنوب ہے) مسجد سے نکل کھڑے ہیں اَور آپ کے لپ میں (دونوں ہاتھوں کا مجموعہ) میٹھے کدو (جس کو کنہڑا اَور عرب میں دُباءِ رُومی کہتے ہیں) کہ بیج بھرے ہیں، میں سامنے سے حاضر ہوا جب میں قریب پہنچا تو آپ نے لپ کو نیچے سے کھول دیا، کچھ بیج نیچے کو گرے تو میں نے دامن میں لے لیے اُن کی مقدار تقریبًا تیس عدد تھی۔

(٢) دیکھا کہ میں مسجد شریف میں منبر شریف کے سامنے مکبریہ کے نیچے (وہ اُونچی چھت دار جگہ جس پر تکبیر کہنے والے چڑھ کر تکبیر کہتے ہیں اَور اِثناءِ نماز میں اِنتقالات پر بلند آواز سے مقتدیوں کو آگاہ کرتے ہیں یہ جگہ مسجد شریف میں منبر کے سامنے چار یا پانچ گز بجانب شمال واقع ہے) لیٹا ہوں اَور مجھ پر سبز شال پڑی ہے اَور ایک شخص یہ کہتا ہے کہ تیرے قدم جنابِ رسول اللہ ﷺ کے قدم جیسے ہیں اِس کی تعبیر حضرت گنگوہیؒ نے اِتباع سنت دی تھی۔

(٣) دیکھا کہ ایک جگہ پر جنابِ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کھلی ہوئی ہے میں نے دیکھا کہ لاش مبارک سفید کفن میں قبر کے پاس باہر ہے کفن کھلا ہوا ہے چہرۂ مبارک نہایت تروتازہ ہے اَور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام چت سو رہے ہیں مگر آپ ﷺ کی لبیں اَور ناخن بڑھے ہوئے ہیں..... میں نے قینچی سے آپ ﷺ کی لبیں کتریں اَور ناخنوں کو بھی کترا۔

(۴) روضۂ مطہرہ (وہ حجرہ شریفہ جس میں قبر مبارک ہے اُسکی جنوبی دیوار (مواجہہ شریفہ) کی جڑ میں ایک پختہ خندق تقریبًا ڈیڑھ دو ہاتھ گہری اَور کئی گز لمبی بنی ہوئی ہے جس کی لمبائی دیوار کی جڑ سے متصل سر مبارک کی طرف سے پاؤں کی طرف کو چلی گئی ہے اَور کچھ لوگ کھڑے ہو کر لمبی جھاڑو سے اُس میں جھاڑو دے رہے ہیں میں ایسی ہی لمبی جھاڑو لے کر پہنچا تو سب ہٹ گئے میں نے تمام خندق کو جھاڑو دیا اَور پانی ڈال کر پانی کو جھاڑو ہی سے صاف کیا، میں جھاڑو سے پانی صاف کرتا ہوں اَور صاف کردہ جگہ میں پانی خشک ہوجاتا ہے پھر دیکھتا ہوں کہ اُس میں رُومی قالین خوش رنگ بچھ گئے ہیں خندق کے آگے بجانب قبر شریف کی طرف چہرہ کیے ہوئے کچھ لوگ تلاوتِ قرآن شریف میں مشغول ہیں۔

(۵) دیکھا کہ باب السلام سے (مسجد نبوی کا سب سے بڑا دَروازہ جو کہ بجانبِ مغرب واقع ہے) مسجد میں داخل ہوا اَور حجرہ مطہرہ کی طرف جا رہا ہوں اَور جنابِ رسول اللہ ﷺ قبر مبارک پر رَونق اَفروز ہیں قبلہ کی طرف آپ کا چہرہ مبارک ہے، میں داہنی جانب سے حاضر ہوا جب میں بالکل قریب پہنچا تو آپ نے مجھ کو چار چیزیں عطاء فرمائیں اُن میں سے ایک علم ہے باقی تین اَشیاء کو نہیں جانتا کہ کیا تھیں اِس کے بعد میں کرسی کے پیچھے سے ہوتا ہوا ایک باغ میں جو کہ بجانب قبلہ آنحضرت ﷺ کے آگے تقریبًا دس بارہ گز دُوری پر واقع ہے داخل ہوا اُس میں میوہ دار درخت ہیں جن کی اُونچائی قدِ آدم سے تھوڑی ہی زیادہ ہے اُن درختوں کے پتے سیب کے پتوں جیسے ہیں اَور اُن میں پھل کالے کالے لگے ہوئے ہیں اَور کچھ لوگ اِن درختوں میں سے پھل چن چن کر کھا رہے ہیں میں نے بھی اُن سیاہ پھلوں کو توڑ کر کھایا مقدار میں یہ پھل چھوٹے اِنجیر کے برابر تھے مگر اُن کا مزہ اِن موجودہ پھلوں سے سب سے زیادہ علیحدہ اَور اِس قدر لذیذ تھا کہ اِس قدر لذیذ پھل میں نے کبھی نہیں کھائے۔ اِس کے بعد اِس باغ میں ایک درخت پر بڑے شہتوت لگے ہوئے ہیں جن میں کہ پکے ہوئے پھل زَرد رنگ کے ہیں میں نے اُن سے پکے ہوئے پھل شہتوت توڑے اَور میں سمجھ رہا ہوں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی طبیعت کس قدر ناساز ہے یہ شہتوت آپ کے واسطے لے جا رہا ہوں۔

(۶) ایک روز ایک کتاب اَشعار کی دیکھ رہا تھا اُس میں ایک مصرع تھا

ہاں اے حبیب رُخ سے اُٹھا دو نقاب کو

یہ اُس وقت بہت بھلا معلوم ہوا میں مسجد شریف میں حاضر ہوا اَور مواجہہ شریف میں بعد اَدائے آداب وکلماتِ مشروعہ اِنہی کلمات کو پڑھنا اَور شوقِ دیدار میں رونا شروع کیا، دیر تک یہی حالت رہی جن پر یہ محسوس ہونے لگا کہ مجھ میں اَور جنابِ رسول اللہ ﷺ میں کچھ حجاب دیوار اَور جالیوں کا نہیں ہے اَور آپ کرسی پر سامنے بیٹھے ہوئے ہیں آپکا چہرہ مبارک سامنے ہے اَور بہت چمک رہا ہے۔

(۷) جبکہ میں کراچی سے گنگوہ شریف کے قصد سے سفر کر رہا تھا اَور گاڑی ملتان کے قریب چل رہی تھی خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اَور حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اَور ہر دو صاحبوں کے ہاتھ ایک دُوسرے سے تشبیک کیے ہوئے ہیں۔

(۸) میں نے خواب میں اِمام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اُن سے دونوں ہاتھ مِلا کر بیعت کی اَور یہ الفاظ کہے :

اُبَایِعُکَ عَلٰی مَا بَایَعْتُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ

(۹) دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان ہے اَور اُس میں آسمان سے ڈول لٹک رہے ہیں۔جن کے وہ تار جن سے آسمان تک اُن کا علاقہ ہے میں دیکھ رہا ہوں اَور وہ ڈول برابر یکے بعد دیگرے آتے ہیں اَور میں ڈولوں کو اُلٹتا ہوں تو مٹھائی زمین پر اِقسامِ مختلفہ کی ڈھیر ہو جاتی ہے۔

(۱۰) میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت بڑا ڈھیر مٹھائی کا ہو گیا ہے اَور لوگ اُسکو وہاں کھا رہے ہیں۔

(۱۱) اُس زمانہ میں اِلتزام کرتا تھا کہ باوضو سویا کروں چنانچہ باوضو شب کو چھت پر سویا تھا اَور یہ مکان بقیع شریف اَور حجرہ مطہرہ کے تقریباً بیچ میں واقع تھا نصف شب سے پہلے دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ کو اِمامِ زماں اَور اَفسر حج بنائیں گے۔

(۱۲) ایک بہت بڑا درخت ہے جس کی ٹہنیاں چاروں طرف پھیلی ہوئی سایۂ اَفگن ہیں اِس درخت کے سب سے فوقانی سطح پر سمجھ رہا ہوں کہ جنابِ باری عزاسمہٗ جلوہ فرما ہے۔ ہیبت وجلال بے حد محسوس کررہا ہوں اَور کچھ اُوپر سے اِرشاد ہورہا ہے (جس کی تفصیل پوری یادنہیں رہی)۔

(۱۳) ایک روز مسجدِ نبوی کے اَگلے حصہ کے محراب میں جس کو محرابِ عثمانی کہا جاتا ہے (جہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے وقت کھڑے ہوتے تھے) میں ذکر کررہا تھا کہ نیند آگئی دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اُن کو بارگاہِ الٰہی سے حکم ہوا کہ تم فناء ہوجاؤ اُنہوں نے ایک برش پر جو کہ مثل اُلٹے تشت کے ہے اَپنا سرفناء ہونے کے لیے رکھ دیا۔ اِس خواب کو گنگوہ شریف لکھا تو جواب آیا تیری نسبت عثمانی ہے اَور اِس وجہ سے تو لوگوں کی حیاء کی بنا پر مسجد شریف چھوڑ کر جنگل میں ذکر کے لیے جاتا ہے۔

(۱۴) ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میں مسجد شریف میں چار زانو بیٹھا ہوں اَور حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز بائیں طرف تشریف فرما ہیں، جنابِ رسول اللہ ﷺ داہنی طرف سے تشریف لائے اَور آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں کوئی کتاب ہے۔

(۱۵) اَحمد آباد جیل میں خواب دیکھا کہ ایک شخص اُوپر سے کہہ رہا ہے کہ جو رحمتِ خداوندی حضرت شیخ الہند قدس اللہ سرہٗ العزیز کی طرف دُنیا میں متوجہ کی گئی تھی وہ اَب تیری طرف پھیر دی گئی۔

(۱۶) ایک مرتبہ ایک خواب بہت مفصل دیکھا جس میں سے اِس قدر یاد ہے کہ میں حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں حضرتؒ بہت زیادہ اَلطاف فرمارہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو اپنے ضمن میں لے لیجیے غالبًا حضرتؒ نے قبول فرمالیا اَور پھر اِسی خواب میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی شرف حاصل ہوا۔ (ماخوذ اَز نقشِ حیات)۔

(جاری ہے)

قسط : ۸

پردہ کے اَحکام

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

''پردہ'' اِنسان کی فطری ضرورت ہے، سلیم الفطرت عورت کی حیاء وشرم کا طبعی تقاضا ہوتا ہے کہ اَپنوں کے سوا غیروں سے پردہ میں رہے بلکہ ایک حد تک اِنسان کا اپنے کو پردہ میں رکھنا اِنسانیت کا فطری تقاضا ہے۔

اِس مجموعہ میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے جملہ اِفادات، ملفوظات، مواعظ، تصانیف فتاوی کو کھنگال کر پردہ سے متعلق جملہ ضروری مباحث کو عقل و نقل کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے جس کو پڑھنے سے اَندازہ ہو سکے گا کہ واقعتاً پردہ اِنسان کی فطرت و عقل کا تقاضا ہے۔ نیز پردہ کی مشکلات، ضرورت کے مواقع، ایک گھر میں رہتے ہوئے پردہ کی دُشواریاں اَور اُس کا حل وغیرہ وغیرہ ضروری مباحث کو تفصیل سے اِس مجموعہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ نیز زینت اَور اُس کی اَحکام کی تفصیل، غیر عورتوں سے پردہ کی حد اَور اُن سے علاج کرانے سے متعلق ضروری ہدایات۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے اِستفادہ کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

زِنا اَور لواطت کے حرام ہونے کی وجہ :

فاسق فاجر کا دِل ٹٹولا جائے تو صاف ظاہر ہوگا کہ وہ مفید تدبیروں کے تو معتقد ہیں لیکن اُن پر نفسانی خواہشات غالب ہو جاتی ہیں جو اُن سے نافرمانیاں کراتی ہیں، وہ خود خوب جانتے ہیں کہ ہم گناہگار ہیں اَور لوگوں کی بہو بیٹیوں سے زنا کرتے ہیں اَور اگر کوئی اُن کی بیوی یا بہن سے ایسی حرکت کرے تو غصہ سے کانپنے لگیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ لوگوں پر اِن برائیوں کا اَثر بھی ہوتا ہے اَور ایسے اَثرات کا ہونا تمدنی اِنتظام کے لیے سخت مضر (نقصان دہ) ہے لیکن اِس جاننے کے باوجود نفسانی خواہشات اُن کو اَندھا کر دیتی ہیں اَور اِس وجدانی اَثر کا راز یہ ہے کہ تمدن میں بنسبت عورتوں کے

مردوں کو زیادہ دخل ہوتا ہے اِس واسطے اِلہامِ اِلٰہی سے اُن میں یہ خیال پیدا ہوگیا ہے کہ ہر شخص کی بیوی دُوسرے سے علیحدہ ہو اِس میں دُوسرا شخص کسی قسم کی مزاحمت نہ کرے اَور زِنا کی اَصل یہی مزاحمت ہے۔ اِس لیے یہ خیال اَور یہ اَثر ہر شخص کا فطری اَور وَجدانی ہوگیا ہے۔ پس ایک سبب تو زِنا کی حرمت کا یہ فطری اَمر ہے۔

اَور دُوسرا سبب ایک عقلی مصلحت ہے وہ یہ کہ زِنا سے نسب مخلوط ہوتا ہے نیز وہ قتل وفساد کا سرچشمہ ہے اِس لیے یہ بھی بہت بُرا ہے اِسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَآءَ سَبِیْلًا یعنی اُن اَسباب کے نزدیک بھی نہ جاؤ جن سے زِنا تک نوبت پہنچے کیونکہ زِنا بے حیائی کا کام اَور بُرا طریقہ ہے اَور اَسباب کے نزدیک نہ جانے کا مطلب ہے کہ بیگانہ (اَجنبی اَور غیر) عورتوں کو نہ دیکھو اَور نہ اُن کے حسن ومحاسن کی باتیں سنو جن کو دیکھ کر یا سن کر تمہارے خیالات زنا کی طرف برانگیختہ ہوں اَور جن سے زِنا تک نوبت پہنچے۔ (المصالح العقلیہ ص ۳۲۳)

لواطت کی حرمت :

ایسی عادت سے نسلِ اِنسانی کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ اِس طریقہ سے گویا اِنسان نظامِ اِلٰہی کو بگاڑ کر اِس کے مخالف طریقہ سے قضاء حاجت کرتا ہے اِس وجہ سے اِن اَفعال کا برا اَور مذموم ہونا لوگوں کی طبیعتوں میں جم گیا ہے، فاسق فاجر ایسے اَفعال کرتے ہیں لیکن اِن کے جواز کا اِقرار نہیں کرتے اگر اُن کی طرف ایسے اَفعال کی نسبت کی جائے تو شرم وحیاء سے مرجانا گوارہ کرتے ہیں۔ ہاں جو فطرت ہی سے جدا ہوگئے ہوں تو اُن کو کسی قسم کی حیاء باقی نہیں رہتی اَور کھلم کھلا وہ ایسے اَفعال کرتے ہیں۔ (المصالح العقلیہ ص ۳۲۳)

پردہ میں بھی بدکاری ہوجانے کی حقیقت :

ایک جگہ اِعتراض کیا گیا کہ پردہ میں بھی سب کچھ ہوجاتا ہے جن طبیعتوں میں خرابی ہوتی ہے وہ کسی صورت میں باز نہیں رہ سکتیں کیا پردہ داروں میں زِنا نہیں ہوتا ؟ میں نے کہا جب کبھی بھی کچھ ہوا

تو بے پردگی ہی سے ہوا۔ اَور اَکثر تو یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں میں ایسے واقعات ہوتے ہیں اُن کو پردہ دار کہنا بھی برائے نام ہے ورنہ اُن کے یہاں نہ چچا زاد بھائی سے پردہ ہے نہ ماموں زاد بھائی سے نہ خالوزاد بھائی سے، نہ بہنوئی سے، نہ دیور سے، نہ جیٹھ سے، جب ہی تو یہ مفاسد مرتب ہوئے ہیں اِس حالت میں اُن کو پردہ دار کہنا ایسا ہے جیسے کوئی عزت دار آدمی شراب پی کر جیل خانہ میں پہنچ جائے تو کوئی کہے کہ صاحب جیل خانہ میں معززین (عزت والے) بھی جانے لگے۔ یہ غلط ہے بلکہ وہ معززین جیل خانہ میں جب ہی پہنچے جبکہ عزت (والے کام) کو چھوڑ دیا۔ اِس وقت اُن کو معزز کہنا صرف خاندانی نسبت کی وجہ سے ہے ورنہ عزت تو وہ رُخصت کر چکے کیونکہ عزت تو عزت والے کا نام ہے جب جوا کھیلا یا شراب پی تو اَفعال بگڑ چکے پھر عزت کہاں!

ایسے ہی پردہ داروں میں جو زِنا ہو جاتا ہے اُن کو پردہ دار کہنا باعتبارِ ما کان (یعنی پہلے کے اِعتبار سے) ہوگا یا باعتبارِ رسم کے ہوگا ورنہ پردہ ٹوٹنے کے بعد ہی تو اِس فعل کی نوبت آئی۔ غرض یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے جو پردہ کے خلاف ہیں اَور یہ خیال غلط ہے کہ زِنا سے حفاظت سدِ ذرائع کے بغیر ہوسکتی ہے۔ جب شریعت اِس کو ایسا مشکل سمجھتی ہے کہ اِس کے لیے ذرائع اَور تدابیر کی ضرورت سمجھتی ہے تو وہ واقعی میں مشکل ہی ہے۔ شریعت کی نظر ہم سے کہیں غامض ہے اُس کے سامنے ہماری تحقیق کیا چیز ہے اَور پھر وہ کچھ تحقیق بھی تو ہو صرف تقلید اَور خود رائی کا نام تو تحقیق نہیں ہوسکتا۔ (اَلکاف ملحقہ مفاسد گناہ ص ۱۷۵)

عورتوں کو پردہ میں رکھنے کی ایک اَور شرعی دَلیل :

اَلْمُحْصَنٰتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ دو صفت ہیں تو اِسم فاعل کا صیغہ لائے ہیں یعنی اَلْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ مگر اَلْمُحْصَنٰتِ اسمِ مفعول کا صیغہ لایا گیا ہے اَور اِس طرح لانے سے ہمیں ایک سبق دیا گیا ہے جس کی ضرورت چودھویں صدی میں آکر (زیادہ) واقع ہوئی وہ یہ کہ اِس میں مردوں کو پردہ کی تاکید کی گئی ہے کیونکہ اَلْمُحْصَنٰتِ کے معنی ہیں پارسا رکھی ہوئی عورتیں یعنی مرد اِن

کو پارسا رکھیں یعنی پارسا رکھنا اِن کے ذمہ (واجب) ہے۔ معلوم ہوا کہ اَکیلی عورت کافی نہیں جب تک مرد اِس کو محفوظ نہ رکھے۔ اِسمِ فاعل کے صیغہ سے یہ بات حاصل نہ ہوتی اِس لیے اِسمِ مفعول کا صیغہ لائے۔ (اَلعاقلات الغافلات ص ۳۵۰)

عورت کو اَپنے چہرہ کا پردہ کرنا بھی ضروری ہے نیز ''ستر'' اَور ''پردہ'' کا فرق :

حضراتِ فقہاء نے عورت کے چہرہ اَور ہاتھ کی ہتھیلیوں کو ستر سے مستثنیٰ فرمایا ہے اِس کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں یہ چیزیں کھلی رہیں تو نماز ہو جائے گی اِس میں خلل نہ آئے گا اِس میں فقہاء نے قدموں کا بھی یہی حکم بتلایا ہے اِس کے علاوہ عورت کا سارا بدن ستر میں داخل ہے اِس میں سے کوئی عضو نماز میں کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی، یہ مسئلہ تو ستر پوشی کا ہے۔

اَور غیر محرموں سے عورت کا پردہ یہ اَلگ مسئلہ ہے اِس کا مدار فتنہ کے اَندیشہ پر ہے اَور ظاہر ہے کہ عورت کا چہرہ اُس کے بدن کا ممتاز حصہ ہے اِس کے غیر محرموں کے سامنے کھولنے میں بڑا فتنہ ہے۔ اِسی لیے حضراتِ فقہاء نے غیر محرم مردوں کے سامنے عورت کو چہرہ کھولنے کی اِجازت نہیں دی۔ (مجالسِ حکیم الامت ص ۱۲۶)۔ (جاری ہے)

ماہنامہ اَنوار مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اَپنے کاروبار کی تشہیر

اَور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں!

نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اَندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اَندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اَندرون رسالہ نصف صفحہ	500

قسط : ۴

مروجہ محفلِ میلاد

﴿ حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

اللہ تعالیٰ نے جامعہ مدنیہ لاہور کے سابق اُستاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م:۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء) کو احقاقِ حق اور اَبطالِ باطل کا خاص ملکہ عطاء فرمایا تھا۔ آپ نے وعظ و تلقین اَور اِرشاد و نصیحت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی دین کی خدمت و حفاظت کا فریضہ سراَنجام دیا اِس سلسلہ میں مشقتیں اَور صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ آپ کے تصنیفی مواد میں سے ''مروجہ محفلِ میلاد'' اپنے موضوع پر منفرد اَور تحقیقی کتاب ہے اِس کتاب کی اِفادیت کے پیشِ نظر اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ (اِدارہ)

بریلوی حضرات کی قیاس آرائی کا جواب :

اَفسوس کہ جب بریلوی علماء مروجہ محفلِ میلاد کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے میں ناکام ہوجاتے ہیں تو پھر حق بات کو تسلیم کرنے کی بجائے غلط بات پر محض ملمع چڑھانے کے لیے کہتے ہیں کہ مروجہ محفلِ میلاد مندرجہ ذیل اَجزاء پر مشتمل ہے :

(۱) صلوٰۃ وسلام (۲) تلاوت قرآنِ پاک (۳) حضور ﷺ کے حالاتِ وِلادت و معجزات وغیرہ کا بیان (۴) دُعاء وغیرہ۔

اَور پھر یوں اِستدلال کرتے ہیں کہ جب مروجہ محفلِ میلاد کے یہ سب اَجزاء جائز اَور درست ہیں تو پھر مجموعہ بھی جائز ہوگیا۔

لیکن یہ اَندازِ اِستدلال اِنتہائی غلط اَور بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ اپنی رائے اَور قیاس سے نئی عبادات اِیجاد نہیں کی جاسکتیں کیونکہ عبادات میں قیاس اَور رائے کو کوئی دخل نہیں ہے چنانچہ حضرت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِرشاد فرماتے ہیں :

اِتَّبِعُوْا اٰثَارَنَا وَلَا تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ كُفِيْتُمْ. (الاعتصام ج ۱ ص ۵۴)

''تم ہمارے نقش قدم پر چلو اَور نئی نئی بدعات مت اِیجاد کرو کیونکہ دین تمہارے لیے کافی یعنی مکمل کر دیا گیا ہے۔''

اَور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِرشاد فرماتے ہیں :

كُلُّ عِبَادَةٍ لَّمْ يَتَعَبَّدْهَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَعْبُدُوْهَا. (الاعتصام ج ۱ ص ۱۱۳)

''ہر وہ عبادت جو صحابہ کرامؓ نے نہیں سر اَنجام دی وہ تم اپنی طرف سے نہ پیدا کرو۔''

بہرحال عبادات کے معاملہ میں قطعاً قیاس نہیں کیا جا سکتا بلکہ جو عبادت جس طرح کی گئی تھی وہ عبادت بالکل اُسی طرح سر اَنجام دینی ہوگی۔ جو عبادت حضور ﷺ نے اَدا کی ہے وہ اَدا کرنی ہوگی اَور جو آپ نے اَدا نہیں کی وہ عبادت بدعت ہوگی۔ اِس سلسلہ میں چند مثالیں دے کر ہم اِس بات کو واضح کر دیتے ہیں۔

(۱) فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے :

وَيُكْرَهُ اَنْ يُّتَنَفَّلَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ بِاَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَزِدْ عَلَيْهِمَا مَعَ حِرْصِهٖ عَلَى الصَّلٰوةِ. (ھدایہ ج ۱ ص ۵۳)

''صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد دو رکعت سنت فجر کے علاوہ کوئی نفل نماز پڑھنا مکروہ (تحریمی) ہے کیونکہ حضور ﷺ نے نماز کا اِنتہائی شائق ہونے کے باوجود دَو رکعت سے زیادہ نوافل نہیں پڑھے۔''

(۲) **وَلَا يُتَنَفَّلُ فِى الْمُصَلّٰى قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيْدِ لِاَنَّ النَّبِىَّ ﷺ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مَعَ حِرْصِهٖ عَلَى الصَّلٰوةِ.** (ھدایہ ج ۱ ص ۱۱۸)

''نمازِ عید سے پہلے عید گاہ میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ حضور ﷺ نے باوجود نماز کا اِنتہائی شائق ہونے کے نوافل عید سے قبل نہیں پڑھے ہیں۔''

(۳) اِسی طرح رجب المرجب کے مہینہ میں ایک نماز پڑھنا لوگوں میں رائج تھا جسے ''صَلَاۃُ الرَّغَائِبِ'' کہا جاتا تھا۔ فقہاءِ کرام نے اِس کو بدعت قرار دیا ہے اَور اِس کی وجہ علامہ اِبراہیم حلبیؒ جو ایک بہت بڑے فقیہ ہیں، یہ بیان فرماتے ہیں :

اِنَّ الصَّحَابَۃَ وَالتَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ الْمُجْتَھِدِیْنَ لَمْ یُنْقَلْ عَنْھُمْ ھَاتَانِ الصَّلَا تَانِ .(کبیری ص ۴۳۳)

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اَور تابعین اَور بعد کے ائمہ مجتہدین سے (یہ نماز) منقول نہیں ہے۔''

(۴) اِسی طرح فتاویٰ عالمگیریہ جس کے مُلک میں نفاذ کا آئے دِن بریلوی حضرات مطالبہ کرتے ہیں خاص طور سے ''سنی کانفرنس ملتان'' میں اِجتماعی طور پر بریلویوں نے فتاویٰ عالمگیریہ کو مُلک میں نافذ کرنے کا مطالبہ کیا تھا اُس میں اِس قسم کی بے شمار مثالیں درج ہیں۔ مثال کے طور پر ہم یہاں صرف ایک مثال بیان کرتے ہیں اَور وہ یہ ہے کہ کسی زمانہ میں یہ رواج تھا کہ سورۂ کافرون سے لے کر آخر تک اَکٹھے جمع ہو کر پڑھتے تھے جیسا کہ آج کل ختم وغیرہ کے موقع پر کچھ مخصوص سورتوں کے پڑھنے کا رواج ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں اِس عمل کو بدعت قرار دیا ہے اَور لکھا ہے :

قِرَاءَ ۃُ الْکَافِرُوْنَ اِلَی الْاٰخِرِ مَعَ الْجَمْعِ مَکْرُوْھَۃٌ لِاَنَّھَا بِدْعَۃٌ لَمْ تُنْقَلْ عَنِ الصَّحَابَۃِ وَلَا عَنِ التَّابِعِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ .[1]

''سورۂ کافرون سے آخر تک جماعت کے ساتھ مل کر پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اَور تابعین سے منقول نہیں ہے۔''

اِس قسم کی مثالیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہیں :

---

[1] فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ ص ۳۱۷۔

عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ رَجُلاً عَطَسَ اِلٰی جَنْبِ ابْنِ عُمَرؓ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَلَیْسَ ھٰکَذَا ، عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نَّقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ . (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۰۶ ، ترمذی ج ۲ ص ۹۸)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی اور اُس نے کہا''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ'' اِس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی اِس کا قائل ہوں کہ حضور پر سلام ہو لیکن حضور ﷺ کی تعلیم یہ نہیں ہے، حضور اکرم ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ چھینک آنے پر ہم ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ'' کہا کریں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا گزر ایک مسجد میں ایک ایسی جماعت پر ہوا جو بیٹھی ہوئی ذکر کر رہی تھی اُن میں سے ایک شخص کہتا تھا کہ ''سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھو'' تو حلقہ نشین کنکریوں پر سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھتے پھر وہ شخص کہتا ''سو بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو'' تو وہ لوگ سو بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے پھر وہ شخص کہتا ''سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہُ پڑھو'' تو وہ لوگ سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہُ پڑھتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ معلوم کر کے اِرشاد فرمایا :

فَعُدُّوْا مِنْ سَیِّاٰتِکُمْ فَاِنَّا ضَامِنٌ اَنْ لَّایُضِیْعَ مِنْ حَسَنَاتِکُمْ شَیْءٌ وَیُحَکُمْ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَسْرَعَ ھَلَکَتُکُمْ ھٰؤُلَاءِ صَحَابَۃٌ بَیْنَکُمْ مُّتَوَافِرُوْنَ وَھٰذَا ثِیَابُہٗ لَمْ تَبْلَ وَ آنِیَتُہٗ لَمْ تَکْسُرْ ...... اَوْ مُفْتَحِیْ بَابَ ضَلَالَۃٍ . (مُسندِ دارمی ج ۱ ص ۶۸)

''تم اِن کنکریوں پر اپنے گناہ شمار کرو۔ تعجب ہے تم پر اے اُمتِ محمد! کیا اِتنی جلدی ہلاکت میں پڑ گئے ہو؟ اَبھی تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تم میں بکثرت موجود اَور اَبھی تک جنابِ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے پرانے نہیں ہوئے اَور اَبھی تک آپ

کے برتن نہیں ٹوٹے ، تم اِن حالات میں بدعت اَور گمراہی کا دَروازہ کھولتے ہو۔''

ایک دُوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جواب اِن الفاظ میں منقول ہے کہ :

''میں عبداللہ بن مسعود ہوں ، خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم نے نہایت تاریک اَور سیاہ بدعت اِیجاد کی ہے یا پھر تم علم میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ گئے ہو۔'' (مجالس الابرار ص ۱۶۵)

(۳) حضرت عثمان بن اَبی العاص رضی اللہ عنہ کو کسی ختنے کی دعوت میں شرکت کے لیے کہا گیا تو اُنہوں نے جانے سے اِنکار کردیا ، جب اِنکار کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا :

اِنَّا کُنَّا لَا نَأْتِی الْخِتَانَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا نُدْعٰی لَہٗ . (مُسند اَحمد بن حنبل رحمہ اللہ ج ۴ ص ۲۱۷)

''ہم لوگ زمانۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ختنوں میں نہیں جایا کرتے تھے اَور نہ اِس کے لیے دعوت دی جاتی تھی۔''

اِن تمام شواہد کے پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ عبادات میں قیاس اَور رائے کو کوئی دخل نہیں۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ثابت ہے وہاں عمل کرنا ضروری ہے اَور جہاں عمل ثابت نہیں وہاں ترکِ عمل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع ضروری ہے۔ جیسا کہ مُلا علی قاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ اِرشاد فرماتے ہیں :

وَالْمُتَابَعَۃُ کَمَا تَکُوْنُ فِی الْفِعْلِ تَکُوْنُ فِی التَّرْکِ اَیْضًا فَمَنْ وَّاظَبَ عَلٰی فِعْلٍ لَّمْ یَفْعَلْہُ الشَّارِعُ فَھُوَ مُبْتَدِعٌ . (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۴۱)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت جیسے فعل میں ہوتی ہے اِسی طرح ترکِ فعل میں بھی ہوتی ہے۔ تو جو شخص کسی ایسے کام پر مداومت (ہمیشگی) کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو وہ بدعتی ہے۔''

(جاری ہے)

اہلِ سنت والجماعت علمائے دیو بند کا معتمد اِشاعتی اِدارہ

"تحفظ نظریاتِ دیوبند اکادمی پاکستان" کی مطبوعات

فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن اَور فقہی مقام کی حقیقت

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی ؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ (بانی جامعہ مدنیہ قدیم وجدید) کے دواہم رسائل کا مجموعہ جس میں مولوی اَحمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ قرآن پر علمی نقد اَور اُن کے فقہی مقام پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔

ترتیب وتبویب: حافظ تنویر اَحمد شریفی ۔ مجلد کتاب قیمت: ۳۵۰/ علاوہ ڈاک خرچ

☆

بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ (اِضافہ شدہ)

کنز الایمان پر ایک علمی اَور اِصلاحی تحقیق، بہ قلم مفسرِ قرآن حضرت مولانا سیّد اَخلاق حسین قاسمی ؒ ۔ترتیب وتبویب: نعمان محمد اَمین ۔مجلد کتاب قیمت ۴۱۵/ علاوہ ڈاک خرچ

☆

کیا صلوۃ وسلام اَور محفلِ میلاد بدعت ہے؟

صلوۃ وسلام جو اَذان سے پہلے بعض جگہ رائج کیا گیا ہے اِس کی تاریخ اَور فقہائے اَحناف کے فتاوے، محفل میلاد کی تاریخ، اِس کو رائج کرنے والوں کے عقائد اِس کتاب میں تفصیل سے درج ہیں۔

مقدمہ : حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ ۔ تالیف : نعمان محمد اَمین

مجلد کتاب قیمت : ۲۲۰/ علاوہ ڈاک خرچ

یہ کتابیں اپنے شہر کے مستند بک سیلرز سے طلب فرمائیں، ڈاک سے منگانے والے حضرات اِس پتے پر رابطہ فرمائیں :

مکتبہ رشیدیہ، بالمقابل مقدس مسجد اُردو بازار کراچی فون نمبر 021-32767232

نوٹ : اِس اِدارے کی یہ کتابیں زیرِ طبع ہیں :

(۱) رضا خانیوں کی کفر سازیاں (۲) اَنگوٹھے چومنے کا مسئلہ شریعت کی نظر میں

(۳) فاضل بریلوی کا حافظہ مع آئینۂ بریلویت (۴) براَۃ الابرار

قسط : ۴

سیرت خلفائے راشدینؓ

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ ﴾

✿ ✿ ✿

خلیفہ رسول اللہ حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲) جب کامل تیرہ برس تک مکہ کے کافروں کی طرف سے ہر قسم کے ظلم و ستم اُٹھا کر سرورِ اَنبیاء ﷺ اَور آپ کے اَصحاب اِمتحانِ خداوندی میں کامل ہو چکے اَور علمِ اِلٰہی میں اُن ظالموں کا پیمانہ بھی لبریز ہو چکا تو وحیِ اِلٰہی میں آپ کو حکم ملا کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔

اِس سفرِ ہجرت میں خدا اَور خدا کے رسول ﷺ نے تمام جماعتِ صحابہؓ میں صرف حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا وہی اِس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے، اِس سفر میں قدم قدم پر جیسی کچھ جانی و مالی خدمتیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کیں، عشق و محبت کی دَاستانوں میں کوئی واقعہ اِس سے مافوق نہیں مِل سکتا۔ یارِ غار کی مثل دُنیا میں اُسی وقت سے رائج ہوئی جب سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے غار میں اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کی یاری کی۔ جو کوئی کسی کا مخلص دوست ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ ''فلاں شخص ہمارا یارِ غار ہے''۔

اِس سفرِ ہجرت میں رسولِ خدا ﷺ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی رفاقت کے لیے منتخب و مخصوص کر کے یہ بات سب پر ظاہر کر دی کہ اُن کے اِخلاص و محبت پر آپ ﷺ کو کامل ترین اِعتماد تھا اَور یہ کہ وہ سب سے زیادہ عقل منداَور مدّبر اَور تجربہ کار اَور سب سے زیادہ شجاع و بہادر تھے کیونکہ اِس خطرناک سفر کے رفیق میں اِن سب اَوصاف کا ہونا ضروری تھا۔

ذرا اِس سفرِ ہجرت پر اِجمالی نظر ڈالیں تو وہ کفارِ مکہ کا آنحضرت ﷺ کے قتل کے لیے جمع ہونا اَور آپ کے مکان کا محاصرہ کرنا اَور آپ کا اِس محاصرہ سے نکل کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے

گھر جانا اَور اُن کو سفرِ ہجرت اَور اِس سفر کی رفاقت کی خوشخبری سنانا، وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا فورًا تیار ہو جانا اَور اُن کی صاحبزادیوں کا عجلت کے ساتھ ناشتہ تیار کرنا، وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنی دونوں اُونٹنیوں کو جو چار مہینے سے اِسی سفرِ ہجرت کے لیے پرورش پا رہی تھیں، ایک معتمد رَازدار کے سپرد کرنا کہ تین روز کے بعد فلاں مقام پر لے آنا، وہ آنحضرت ﷺ کے پائے مبارک کا پیدل چلنے کے سبب سے زخمی ہو جانا اَور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا آپ ﷺ کو اپنے شانے پر سوار کر کے غارِ ثور تک لے جانا، وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا عرض کرنا کہ حضرت آپ ذرا غار کے باہر بیٹھ جائیے میں اَندر جا کر صفائی کر دُوں، وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اُس غار میں سوراخوں کو دیکھ کر اپنی چادر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سوراخوں کو بند کرنا اَور ایک سوراخ جو پھر بھی باقی رہ گیا تھا اُس میں اپنا پاؤں لگا دینا اَور اُس پاؤں میں سانپ کا کاٹنا، پھر لعابِ دہن سے شفا پانا۔

وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے نوجوان صاحبزادے عبداللہ کا تین روز برابر شب کو اُس غار میں آپ ﷺ کے ساتھ سونا اَور اَندھیرے منہ غار سے نکل کر مکہ چلے جانا اَور دِن بھر کی خبریں شام کو پہنچانا، وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کا یا اُن کی صاحبزادی حضرت اَسماء رضی اللہ عنہا کا تین دِن برابر بوقتِ شب اُس غار میں کھانا پہنچانا، وہ کفارِ مکہ کا اِعلان دینا کہ جو کوئی محمد (ﷺ) کو یا اَبوبکر (رضی اللہ عنہ) کو گرفتار کر کے لائے گا اُس کو ایک سو اُونٹ اِنعام میں دیے جائیں گے اَور اِس اِنعام کے لالچ میں کفارِ مکہ کا بڑے ماہر قدم شناسوں کی قیادت میں چاروں طرف تلاش میں پھرنا پھر کچھ لوگوں کا تلاش کرتے کرتے اُس غار کے منہ پر پہنچ جانا اَور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اُن کو دیکھ کر رَنجیدہ ہونا اَور آنحضرت ﷺ کا اُن کو یہ کہہ کر تسکین دینا کہ **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا** ''رَنجیدہ نہ ہو، اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔''

وہ تین دِن کے بعد اُس غار سے نکل کر بجانبِ مدینہ روانہ ہونا اَور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا آنحضرت ﷺ کے اُونٹ پر رَدیف ١ بننا، چاروں طرف نظر ڈالتے رہنا تاکہ کوئی آ رہا ہو تو معلوم ہو جائے اِتنے میں سراقہ کا بغرض گرفتاری پہنچ جانا اَور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا آنحضرت ﷺ

کو اِطلاع دینا اَور آنحضرت ﷺ کا اُسی دِلنواز کلمہ سے تسکین دینا کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا پھر بہ دُعائے نبوی ﷺ سراقہ کا مع اپنے گھوڑے کے سنگلاخ زمین میں زَانو تک دھنس جانا اَور پھر آنحضرت ﷺ سے پناہ مانگ کر زمین کی گرفت سے رہائی پانا، وہ ایک منزل میں جب کھانے پینے کی کوئی چیز دستیاب نہ ہوتی تھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک چرواہے سے دُودھ مانگ کر لانا اَور ٹھنڈا پانی اُس میں مِلا کر حضرت ﷺ کے سامنے پیش کرنا اَور اِصرار کر کے پلانا اَور بچا ہوا خود پینا اَور یہ کہنا کہ شَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ کہ حضرت نے اِتنا پیا کہ میں خوش ہوگیا۔

یہ وہ واقعات ہیں کہ جس کا دِل دردِ محبت سے کچھ آشنا ہو، وہ اِن کی قدر جان سکتا ہے۔ سفر ہجرت میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت کا تذکرہ قرآنِ مجید میں بڑی شان کے ساتھ ہے اَور آنحضرت ﷺ بھی بار بار اُن کی اِس خدمت کا تذکرہ فرماتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْھِجْرَۃِ یعنی اَبوبکر مجھے دَارُ الْھِجْرَۃِ (مدینہ) میں سوار کر کے لائے اَور وفات سے پانچ دِن پہلے جو خطبہ آپ ﷺ نے پڑھا اُس میں فرمایا کہ جس نے کوئی اِحسان ہمارے ساتھ کیا ہم نے اُس کا بدلہ کر دیا سوائے اَبوبکر کے کہ اُن کی خدمات کا بدلہ قیامت کے دِن خدا دے گا۔

۱؎ اُونٹ پر دو آدمی سوار ہوتے ہیں، عربی زبان میں دُوسرے سوار کو ''رَدیف'' کہتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ میں بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اِس بے نظیر جاں نثاری کا چرچا بہت تھا، لوگ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اِس سفر کے حالات پوچھا کرتے تھے اَور خود اُن کی زبانِ مبارک سے سننے کے مشتاق ۱؎ رہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہدِ خلافت میں فرمایا کرتے تھے کہ اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صرف شبِ غار کی اپنی خدمت اَور قتالِ مرتدین کا کارنامہ مجھے دے دیں اَور میری ساری عمر کے تمام اَعمال لے لیں تو میں ہی فائدہ میں رہوں گا۔ (جاری ہے)

۱؎ چنانچہ صحیح بخاری میں براء بن عازبؓ کے اِشتیاق کا ایک خاص واقعہ مروی ہے۔

قسط : ۱

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

بِسْمِ اللّٰہِ حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اُن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطاء فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

صکوک سے کیا مراد ہے ؟

اَشرف محمد دوابہ اپنی کتاب " الصکوک الاسلامیہ " میں لکھتے ہیں :

اِصطلاح میں صک مالی دَستاویز (ورقہ مالیہ) کو کہتے ہیں۔ مالی دَستاویز کا اِطلاق حصص (Shares) اَور سندات (Bonds,Certificates) پر بھی کیا جاتا ہے اِس لیے ہر صک اَور ہر سند کی کچھ نہ کچھ مالی قیمت ہوتی ہے۔

مالی دَستاویز کی یہ تعریف کی گئی ہے :

"یہ وہ مطبوعہ دَستاویز ہے جس پر متعلقہ ضروری تفصیلات درج ہوں مثلاً صکوک کی صورت میں صکوک جاری کرنے والے کا نام اَور صک کی قیمتِ اِسمیہ (Face Value)۔ اِسی طرح اِس میں متعلقہ اَفراد کے حقوق اَور اُن کی ذمہ داریاں بھی درج ہوں مثلاً یہ کہ حاملِ صک حاصل ہونے والے نفع کا اَور صک کی مدت کے پورا ہونے پر صک کی قیمت کا حقدار ہے اَور صک جاری کرنے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ حاملِ صک کو حاصل ہونے والا نفع اَور مدت پوری ہونے پر صک کی قیمت اَدا کرے۔"

مالیاتی اَور اِقتصادی دائرے میں صک یا صکوک کی اِصطلاح اَور سند و سندات کی اِصطلاح ہم معنٰی ہیں اَور یہ اِس بات کی ضمانت ہے کہ اِن کے حامل کا اِن میں ثابت شدہ حق ضائع نہیں ہوگا۔

کمپنی کا حصہ (Share) شرکت کے رأس المال میں ایک حصہ کی نمائندگی کرتا ہے اَور حاملِ حصہ (Share Holder) شرکت کے موجودات و اَثاثوں کے ایک حصے کا اَور شرکت میں حاصل ہونے والے نفع کے ایک حصہ کا حقدار ہوتا ہے۔

"سند" قرض و دین میں شرکت کو کہتے ہیں اَور حاملِ سند سود جو کہ شرعًا حرام ہے اِس کا حقدار ہوتا ہے۔

ہم عصر فقہاء نے سندات کے لفظ کے بجائے صکوک کے لفظ کو ترجیح دی اَور وہ صکوک کا اِطلاق سرمایہ کاری اَور تمویل کے اُن دستاویزی ذرائع پر کرتے ہیں جو اَشیاء (اعیان) کی ملکیت، منافع کی ملکیت یا دونوں کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہوں اَور جن میں اَحکامِ شرعیہ کا لحاظ رکھا جاتا ہو اَور جو سودی عنصر سے خالی ہوں اَور جو سودی سندات سے مختلف ہوں جن میں قرض و دین کی نمائندگی ہوتی ہے۔

اِسلامی تمویل کے اِداروں کی اَکاؤنٹنگ و آڈیٹنگ تنظیم (Accounting & Auditing Organisation for Islamic Institutions=AAOIFI) کے تیار کردہ معاییر شرعیہ (Sharia Standards) نے صکوک ِاِسلامی کو صکوکِ اِستثماری (یعنی سرمایہ کاری کے صکوک) کا نام دیا تاکہ اُن کو مروجہ حصص اَور سندات سے اِمتیاز حاصل ہو اَور صکوک کی یہ تعریف کی :

''صکوک ایسی دَستاویز ہیں جو یکساں قیمت کی ہوں اَور جو اَشیاء (اعیان) یا منافع یا خدمات کی ملکیت میں یا کسی خاص کاروباری منصوبے کے اَثاثوں کی ملکیت میں یا سرمایہ کاری کی کسی خاص سرگرمی میں غیر متعین حصے کی نمائندگی کرتے ہوں۔ یہ سب کچھ اُس وقت ثابت ہوتا ہے جب صکوک خریدنے والوں سے اُن کی قیمت وصول کی جاچکی ہو اَور صکوک کی فروخت بند کر دی گئی ہو اَور جس غرض سے صکوک جاری کیے گئے ہوں اُس میں رقم کا اِستعمال شروع کر دیا گیا ہو۔''

عالمی مجمع فقہ اِسلامی نے صکوکِ مضاربت کی یہ تعریف کی :

''یہ سرمایہ کاری اَور تمویل (Financing) کا ایسا ذریعہ ہے جس میں رأس المال کو مساوی حصوں پر تقسیم کرتے ہیں ۔اِس کی صورت یہ ہے کہ رأس المال کی یکساں قیمت کی اَکائیاں بنا کر اُن کو پبلک میں فروخت کے لیے جاری کرتے ہیں۔ (اِن اکائیوں کو صکوک کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے) اِن صکوک کے حامل

رأس المال کے غیر متعین حصوں یا رأس المال جن اَشیاء میں تبدیل ہو سابقہ تناسب سے اِن کے غیر متعین حصوں کے مالک ہوتے ہیں۔''

مجلس خدماتِ مالیہ اِسلامیہ نے صکوک کی یہ تعریف کی :

''موجود اَشیاء میں یا مختلف اَشیاء کے مجموعہ میں یا کسی خاص منصوبے کے موجودات میں یا کسی تمویلی سرگرمی میں فیصدی نسبت کے اِعتبار سے حقِ ملکیت کو صکوک کہتے ہیں۔''

صکوک سے متعلق کچھ اِصطلاحات

(۱) صکوک کے موجودات :

اِن سے مراد حاصل شدہ سرمایہ سے خرید کردہ اَشیاء یا منافع یا خدمات ہیں یا اِن میں سے کل یا بعض کا مجموعہ ہے۔

(۲) صکوک کے عقود :

اِن سے مراد وہ عقود ہیں مثلاً مضاربہ، مشارکہ اَور اِجارہ جن کی بنیاد پر صکوک کی فروخت سے حاصل رقم کی سرمایہ کاری کی جاتی ہے، اِن عقود کا شرعًا معتبر ہونا ضروری ہے۔

(۳) صکوک کا اِصدار :

اِس سے مراد صکوک تیار کر کے اِن کو عام فروخت کے لیے جاری کرنا ہے اَور ایسا کرنے والے کو'' مُصدرِ صکوک '' کہتے ہیں۔

(۴) حاملینِ صکوک :

وہ لوگ جو صکوک خریدتے ہیں اَور اِس طرح سے سرمایہ کاری کرتے ہیں۔

(۵) تصفیہ اَور اِطفائے صکوک :

صکوک کی مدت ختم ہونے پر مُصدرِ صکوک کا صکوک کو واپس خریدنا۔

(۶) صکوک کا تداول :

سرمایہ کاری کے عمل کے شروع ہونے کے بعد لوگوں کی آپس میں صکوک کی خرید وفروخت کرنے کو تداول کہا جاتا ہے۔

(۷) اِسترداد ِصکوک :

صکوک کی مدت ختم ہونے سے پہلے مُصدرِ صکوک کا صکوک کو واپس خریدنے کو ''اِسترداد'' کہتے ہیں۔

(۸) تصنیف ائتمانی (Credit Rating) :

سندات وصکوک کا اِجراء کرنے والی کمپنی یا اِدارے کو کس درجے میں حاملینِ صکوک اَور حاملینِ سندات کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی قدرت ہے۔ اِس قدرت کی تعیین کرنے کو ''تصنیفِ ائتمانی'' کہتے ہیں۔

(۹) سندات وصکوک کے فروخت کرنے کے بازار :

یہ بازار دَو قسم کے ہوتے ہیں : اِبتدائی بازار اَور ثانوی بازار

(i) اِبتدائی بازار (Primary Market) :

اِس میں اَوراقِ مالیہ یعنی صکوک وسندات کو اِبتداءً فروخت کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

(ii) ثانوی بازار (Secondary Market) :

یہ وہ مالیاتی بازار ہے جس میں پہلے سے خریدے ہوئے صکوک اَور سندات کی بار بار خرید وفروخت کی جاسکتی ہے۔

صکوک سازی اَور صکوک کی کچھ مزید تفصیل

گلوبل اِنویسٹمنٹ ہاؤس (Global Investment House) کی طرف سے شائع کردہ مضمون میں ہے :

مروجہ سرمایہ کاری بینک اپنے گاہک کے لیے قرض کی بڑی رقم کا بندوبست کرنے کی خاطر تمویلی تدبیر کرتے ہوئے اَوراقِ مالیہ کی تخلیق کرتا ہے پھر یہ بینک پبلک اَور پرائیویٹ دونوں قسم کی مارکیٹوں میں اِن اَوراقِ مالیہ کو فروخت کر کے روپیہ حاصل کرتا ہے۔

اِسلامی سرمایہ کاری بینک بھی بعینہٖ یہی کام کرتا ہے۔ بس اِتنا فرق ہے کہ اِس کی تمویلی تدبیریں شریعتِ اِسلامیہ کے اَحکام کی پابند ہوتی ہیں اَور اِس کی مخالفِ شریعت تدبیریں خود بخود کالعدم قرار پاتی ہیں۔

اِسلامی مالیاتی اَوراق جن کو صکوک کا نام دیا گیا ہے اُن کی تخلیق دو طرح سے ہوسکتی ہے :

(۱) بِلا واسطہ مالی اَوراق سازی :

اِس میں اَوراقِ مالیہ کا عام فروخت کے لیے اِجراء ہوتا ہے اَور اِس سے جو سرمایہ حاصل ہوتا ہے اُس سے صکوک جاری کرنے والا اَثاثے خریدتا ہے یا کوئی کاروباری منصوبہ شروع کرتا ہے۔ اِن اَثاثوں سے یا منصوبوں سے جو نفع حاصل ہوتا ہے اُسے حاملینِ صکوک میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۲) بواسطہ اَثاثہ اَوراق سازی یا صکوک سازی یا تصکیک :

اِس میں صکوک سازی کرنے والے کے پاس جو اَثاثے ہوں اُن کی تعیین کر کے اَور اُن کو جمع کر کے اُن کی مالیت کے صکوک بنائے جاتے ہیں اَور اِن اَثاثوں ہی کی بنیاد پر صکوک کا اِجراء کیا جاتا ہے۔ اِن اَثاثوں پر جو نفع حاصل کیا جاتا ہے وہ حاملینِ صکوک میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

آج تک جتنے صکوک جاری کیے گئے اُن میں سے اَکثر وہ ہیں جو اَثاثوں کی بنیاد پر (Asset-based) ہوتے ہیں اَثاثوں کی تائید پر (Asset-backed) نہیں ہوتے۔ اِس کا اَثر صکوک کی تصنیفِ ائتمانی (Credit Rating) پر پڑتا ہے۔ اَثاثوں کی تائید کی صورت میں حاملینِ صکوک کو جاری کرنے والی کمپنی کی قوتِ اَدائیگی پر اِعتماد کرنا پڑتا ہے جبکہ اَثاثوں کی بنیاد کی صورت میں اِعتماد کے لیے اَثاثے موجود ہوتے ہیں۔

علاوہ اَزیں ایک اہم بات یہ ہے کہ اَثاثے کی بنیاد پر (Asset-based) صکوک کے معاملے میں اَثاثے کی مارکیٹ ویلیو (Market Value) کا صکوک کی واپس خریداری (Buy back) پر کچھ اَثر نہیں پڑتا کیونکہ شروع میں شرائط طے کرتے ہوئے واپسی کی قیمت بھی طے کر دی جاتی ہے۔

اَب سے کچھ ہی عرصہ پہلے مارکیٹ میں ایسے صکوک بھی سامنے آئے جن کے مقابل اَثاثے اَور نقدی دونوں کا مجموعہ تھا بلکہ متعدد واقعات ایسے بھی ہوئے جن میں مادّی اَثاثوں کے نہ ہوتے ہوئے ایک نئے کاروبار کے لیے صکوک جاری کیے گئے۔

حال ہی میں متبدل (Convertible اَور Exchangeable) صکوک بھی جاری ہوئے، یہ وہ صکوک ہیں جو Shares میں تبدیل کیے جاسکتے ہیں۔

صکوک کی ضرورت اَور فائدے

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ اپنے مقالے " الصکوک وتطبیقاتھا المعاصرۃ " میں لکھتے ہیں :

"صکوک جو شریعتِ اِسلامیہ پر مبنی ہیں اِن کا اِجراء اِسلامی فنانسنگ (تمویل) کا اہم ہدف ہے اَور عالمی منڈی میں اِسلامی اِقتصادیات کی نشوونما کا بڑا ذریعہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اِن صکوک میں اُن تمام بنیادی مبادیات کا لحاظ رکھا جائے جو اِسلامی اِقتصادیات کو غیر اِسلامی اِقتصادیات سے ممتاز کرتی ہیں۔

اِسلامی صکوک کے اِجراء میں بنیادی فکر یہ ہے کہ حاملینِ صکوک بڑے بڑے تجارتی یا صنعتی منصوبوں کے نفع میں شریک ہوں یا اُن کی مصنوعات میں شریک ہوں۔ اگر صکوک اِس بنیاد پر جاری کیے جائیں تو اِسلامی تمویل (فنانسنگ) کو بڑھانے میں اِن کی بڑی اہمیت ہوگی اَور شریعت کے مقاصد کو حاصل کرنے میں

اِن کا بڑا حصہ ہوگا۔ اِن کے علاوہ اِسلامی صکوک میں مندرجہ ذیل فائدے ہیں :

(۱) بہت بڑے بڑے منصوبے کہ جن میں کسی ایک جانب سے مکمل تمویل و سرمایہ کاری ممکن نہیں اِن میں اِسلامی صکوک کے ذریعہ مطلوب تمویل ممکن ہے۔

(۲) وہ سرمایہ کار جو اپنے فالتو اَموال کو بڑھانا چاہتے ہیں اَور ساتھ میں یہ بھی چاہتے ہیں کہ ضرورت کے وقت اِس کو نقدی میں تبدیل کر لیں، اِسلامی صکوک اِن سرمایہ کاروں کی اِس ضرورت کو پورا کرتے ہیں کیونکہ صکوک میں یہ بات پیشِ نظر ہے کہ ثانوی بازار (Secondary Market) میں اِنکی بھی خرید وفروخت ہو سکے۔ غرض سرمایہ کار کو جب بھی اپنے لگائے ہوئے سرمایہ کی یا بعض سرمایہ کی ضرورت ہو تو اُس کے لیے ممکن ہو کہ وہ اپنے تمام یا بعض صکوک فروخت کر کے اَصل مالیت اَور جو کچھ نفع ہوا ہو وہ سمیٹ سکے۔

(۳) نقد رقم فراہم کرنے کا یہ عمدہ طریقہ ہے جو اِسلامی بینک اَور اِسلامی مالیاتی اِدارے اِختیار کر سکتے ہیں یا جن کے ذریعہ سے وہ دوبارہ نقدی کا اِنتظام کر سکتے ہیں۔

(۴) اِسلامی صکوک مال کی عادلانہ تقسیم کا ایک ذریعہ ہیں کیونکہ اِن کی وجہ سے تمام سرمایہ کار منصوبے کے حقیقی نفع حاصل کر سکتے ہیں۔ اِس طرح مال چند گنتی کے سرمایہ داروں میں سمٹنے کے بجائے وسیع حلقے میں پھیل سکتا ہے۔ یہ بھی اِسلامی اِقتصادیات کا اَہم ہدف ہے۔''

اِسلامی صکوک کی اِبتداء اَور اُن کے اِرتقاء کی تاریخ

شیخ علاءالدین زعتری اپنے مقالے ''الصکوک'' میں لکھتے ہیں :

سب سے پہلے اُردن کی حکومت نے 1978ء میں مضاربہ کی سندات (بانڈز: Bonds) کا

تصور پیش کیا۔ یہ اُن دِنوں کی بات ہے جب اُردن کے اِسلامی بینک کے لیے قانون سازی کی جارہی تھی اَور غرض یہ تھی کہ وہ سندات ایسا آلہ وذریعہ ہوں کہ بڑے بڑے منصوبوں کی خاطر طویل المدت سرمایہ کاری کے لیے بینک اُن پر اِعتماد کرسکیں۔

خود مضاربہ کی سندات کا تصور اَور پھر اِس کو عملی جامہ پہنانے کا سہرا ڈاکٹر عبدالسلام عبادی کے سر ہے جبکہ وہ وزارتِ اَوقاف کی قائم کردہ علمی کمیٹیوں میں اِن سندات کے بارے میں غور وفکر (study) کر رہے تھے۔ اُن کی کوششیں بار آور ہوئیں اَور اُردن کی حکومت کو اِس بات میں پہل حاصل ہوئی کہ اُس نے مضاربہ کی سندات کے قواعد تیار کیے اَور اُن سندات کو فقہی اِجتہاد کی بنیاد پر ایک نئی اَور اِمتیازی صورت میں جاری کیا۔ یہ سندات فوراً ہی مجمع فقہ اِسلامی کے سامنے پیش کی گئیں جس نے فقہی اِعتبار سے اِن کی اِجازت دی۔ مجمع فقہ اِسلامی کے اِس فیصلے کے بعد بینک اِسلامی برائے سرمایہ کاری (البنک الاسلامی للتنمیة) نے سرمایہ کاری کی شہادات (Certificates) جاری کیں جو سرمایہ لگانے والوں کی ملکیت کی نمائندگی کرتی تھیں۔

اکتوبر ۱۹۸۶ء میں مضاربہ کی سندات کا اَور سرمایہ کاری کی سندات کا اِجراء جب پورا ہوا تو مجمع فقہ اِسلامی نے سندات کے موضوع کی اہمیت پر زور دیا اَور اِن سندات کے بارے میں درست قرارداد طے کرنے میں مدد دینے کے لیے ماہر اہلِ علم کو ذمہ داری سونپی۔

فروری ۱۹۸۸ء میں مجمع فقہ اِسلامی نے مضاربہ کے صکوک کے لیے شریعت کی رُو سے ایک قابلِ قبول دَستورُ العمل جاری کیا۔

مارچ ۱۹۹۰ء میں مجمع فقہ اِسلامی نے ایک فتوی جاری کیا جس کا حاصل یہ تھا کہ مروجہ سندات (Bonds) حرام ہیں اِس لیے اِن کے متبادل صکوک وسندات جو مضاربہ کی بنیاد پر ہوں اُن کو اِختیار کیا جائے۔

۱۹۹۹ء میں سوڈان کے مرکزی بینک نے اِسلامی مالیاتی دَستاویزات کے طور پر مرکزی بینک کے مشارکہ سرٹیفکیٹ اَور حکومت کے مشارکہ سرٹیفکیٹ جاری کیے تاکہ یہ شرعی طریقے پر کھلے بازار کا

کام دیں۔ یہ سر ٹیفکیٹ ایسی دستاویزات تھیں جو شرعی بنیادوں پر قائم تھیں جن میں سب سے اہم بنیاد اَلْغُنْمُ بِالْغُرْمِ کی تھی یعنی یہ کہ جہاں نفع ہے وہیں نقصان ہے۔ پھر یہ سر ٹیفکیٹ اِس لحاظ سے نمایاں تھے کہ اِن کے نقدی میں منتقل ہونے کی لچک (Flexibility) بھی تھی۔

جنوری ۲۰۰۲ء میں رابطہ عالم اِسلامی نے مروجہ سودی سندات کی حرمت کا فتوی جاری کیا، اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ قرضوں کے صکوک کا ثانوی بازار میں لین دین جائز نہیں ہے۔

مئی ۲۰۰۳ء میں **هيئة المحاسبة والمراجعة للموسسات المالية الاسلامية** (AAOIFI) نے صکوک کی اَنواع و اِقسام کو، اُن کے خصائص کو اَور جن اَحکام وضوابط کا اِن کو پابند ہونا چاہیے، اِن سب اُمور کو طے کیا۔

مارچ ۲۰۰۴ء میں مجمع فقہ اِسلامی نے صکوک کی ایک قسم یعنی صکوکِ اِجارہ کے شرعی اَحکام و ضوابط طے کیے اَور ہدایت کی کہ صکوک کی ایک اَور قسم یعنی اُجرت پر دی ہوئی جائیداد واَشیاء کی ملکیت کے صکوک کے اِجراء کا جائزہ لیا جائے اَور اِسی طرح موصوف فی الذمہ کے اِجارے کے صکوک کے اِجراء اَور اُن کی خرید وفروخت کے حکم کا بھی جائزہ لیا جائے۔

جون ۲۰۰۶ء میں مجمع فقہ اِسلامی نے صکوکِ مضاربت کے ایک اہم پہلو سے متعلق لائحہ عمل طے کرنے کے لیے ایک خصوصی اِجلاس منعقد کرنے کی سفارش کی، وہ پہلو یہ تھا کہ جب صکوکِ مضاربت کے مقابلہ میں موجودات صرف ایک طرح کے نہ ہوں مثلاً صرف اَشیاء یا صرف منافع نہ ہوں بلکہ مِلی جُلی ہوں مثلاً اَشیاء بھی ہوں، منافع بھی ہوں، نقدی بھی ہو اَور قرض بھی ہو، تو اِس صورت میں صکوک کے کیا اَحکام ہوں گے۔

ستمبر ۲۰۰۷ء میں آئی ایم ایف (IMF) کا صکوک کے بارے میں یہ کردار سامنے آیا کہ ایک تو اُس نے تاکید کی کہ صکوک کا حجم چار گنا کر دیا جائے۔ دُوسرے اُس نے اِس بات کی توثیق کی کہ دُنیا کے ممالک کی بڑھتی ہوئی تعداد صکوک کے بازار میں داخل ہونے کا سوچ رہی ہے اَور تیسرے اُس نے کہا کہ صکوک کے لیے اِس وقت ایک نمایاں چیلنج ہے اَور وہ یہ کہ روایتی سودی سندات کے

ڈھانچے کو کیسے بدلا جائے۔

جولائی ۲۰۰۸ء میں IMF نے دُوسری مرتبہ حکومتی اِسلامی صکوک کی اہمیت پر زور دیا اَور اِس بات کی توثیق کی کہ صکوک پوری دُنیا میں مسلم اَور غیر مسلم دونوں حلقوں میں یکساں اہمیت اِختیار کر رہے ہیں۔ IMF نے یہ بھی وضاحت کی کہ صکوک کے لیے جو کھلا چیلنج ہے وہ قوانین کا اَور فقہی اِختلاف کا ہے۔

۲۰۰۸ء میں ہی خاص اِجارہ کے اِسلامی صکوک اُس وقت منظرِ عام پر آئے جب یورپی مجلسِ اِفتاء نے اعیان واَشیاء کے منافع پر وارد ہونے والے عقدِ اِجارہ کو جائز قرار دیا۔ اِس سے خاص اِجارے کے اِسلامی صکوک سے اِستفادہ کرنا ممکن ہوا اَور سہولت وضبط کے اِعتبار سے اَب صکوک کی یہی قسم سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔

جنوری ۲۰۰۹ء میں ملیشیا اِسلامی مالی خدمات کی مجلس نے صکوک کا ڈھانچہ، اُن کی تعریف، اُن میں پیش آنے والے مختلف خطرات (risks) کی وضاحت کی جن سے مالی خدمات کے اِدارے سروکار رکھتے ہیں۔ IMF نے صکوک اَور تصکیک (صکوک سازی) کے عملی تقاضوں کو بھی بیان کیا۔

اپریل ۲۰۰۹ء میں مجمع فقہ اِسلامی نے صکوک کے وقف کو اِس وجہ سے جائز کہا کہ صکوک شریعت کے اِعتبار سے مال ہیں اَور صکوک کے وقف کے شرعی اَحکام وضوابط بیان کیے۔

اِسی موقع پر مجمع فقہ اِسلامی نے صکوک کے خصائص واَحکام پر نظر ثانی کی اَور اُن کے لیے قانونی فریم ورک بنانے پر زور دیا۔ (جاری ہے)

قسط : ١

عربی زبان کی خصوصیات و اِمتیازات

﴿ محترم جناب مظفر عباسی صاحب ﴾

اِس وقت دُنیا میں کم و بیش ساڑھے تین ہزار زبانیں اَور بولیاں رائج ہیں، زبانوں کی کثرت اَور بولیوں کے اِختلاف نے اَقوام و مِلَل کے معمولی اَور سطحی نوعیت کے اِختلافات کو شدید اَور خطرناک بنادیا ہے، برصغیر پاک و ہند کے مشہور عالِم اَور لسانیات کے فاضل علاّمہ سیّد سلیمان ندویؒ نے ١٩١٥ء میں فرمایا تھا :

''اگر ہندوستان ایک مُلک بننا چاہتا ہے اَور اُس کے قومی تعلیمی اَور سیاسی خیالات کو بحیثیت ایک قوم اَور ایک مُلک کے ترقی کرنا ہے تو ایک مشترکہ زبان کے بغیر چارہ نہیں۔'' (نقوشِ سلیمانی ص ٦)

اَور دس سال بعد ١٩٢٥ء میں اِرشاد فرمایا تھا :

''اِس وقت کوئی ایسا عقلمند ہندوستان میں نہیں جو اِس مُلک کے لیے ایک عام اَور مشترک زبان کی ضرورت سے اِنکار کرے، اگر ہندوستان کو ایک قوم بننا ہے تو مقامی زبانوں کے سوا ایک نہ ایک عام زبان بنانی پڑے گی۔'' (نقوشِ سلیمانی ص ٢٢٦)

علاّمہ ندوی صاحبؒ کی اِن عبارتوں سے اِس اَمر کی تصدیق و تائید ہوتی ہے کہ اِنسانوں میں اِتحاد اَور تعاون کے لیے ایک عام اَور مشترک زبان کا ہونا ضروری ہے۔

اِنسان کی مادّی اَور معاشرتی ترقی کا راز زبان کی وسعت اَور ترقی میں ہے، اگر اِنسان دُوسرے جانداروں کی طرح اپنی زبان کو چند آوازوں تک محدود رکھتا تو مختلف اَفراد، قومیں اَور نسلیں ایک دُوسرے کے تجربات سے اِستفادہ نہ کرسکتیں اِس لیے کہ اِنسان کی تمام تر ترقی باہمی تعاون، ایک دُوسرے سے ہمدردی اَور اِفہام و تفہیم کی بدولت ہوئی ہے اَور یہ اُمور ایک ترقی یافتہ زبان کے بغیر

متصور نہیں ہو سکتے۔

حاصل کلام یہ کہ :

(۱) اِنسان نے دُوسرے جانداروں کے مقابلے میں جو شاندار معاشرتی ترقی کی ہے، وہ زبان کی بدولت ممکن ہوئی ہے۔

(۲) آج زبان کی شاخ دَرشاخ تقسیم اَور بولیوں کے اِختلاف نے دُنیا بھر کے اِنسانوں میں اِختلافات پیدا کر دیے ہیں، ایسے اِختلافات جنہوں نے نہ صرف ترقی بلکہ عالمِ اِنسانیت کو خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔

عالمی زبان :

عالمی زبان سے مراد ایک ایسی زبان ہے جو ساری دُنیا میں رائج ہو اَور جس کے ذریعے مختلف اَقوام و مِلل کے لوگ ایک دُوسرے سے میل جول اَور روابط بڑھا سکیں۔ بعض لوگ عالمی زبان کو قومی اَور علاقائی زبانوں کے لیے خطرہ خیال کرتے ہیں جس طرح ہٹلر نے عالمی زبان اِسپرانتو (Esperanto) کو جرمنی کی قومی زبان کے لیے خطرہ تصور کرتے ہوئے اِسے مُلک میں خلافِ قانون قرار دیا تھا، حقیقت یہ ہے کہ عالمی زبان کسی مُلکی، قومی یا علاقائی زبان کے لیے خطرہ نہیں ہوتی، جدید لسانیات کے ماہر بوڈمر (Bodmer) نے اپنی کتاب ''دی لوم آف لینگویج (The Loom of Language) کے گیارہویں باب میں اِس قسم کے تمام فرضی خطرات اَور خدشات کی تردید کر دی ہے اَور عالمی زبان کا مقصد بیان کرتے ہوئے لکھا کہ :

> ''عالمی زبان ہر مُلک میں ثانوی زبان کے طور پر رائج ہوگی، آج بھی دُنیا بھر کے مدارس میں بچے مادری زبان کے ساتھ ساتھ لازمی طور پر ایک یا ایک سے زیادہ غیر مُلکی زبانوں کی............درس و تدریس اَور رواج سے کسی مُلک اَور قوم کی زبان کو خطرہ نہیں تو عالمی زبان کی تعلیم سے خطرہ کیوں ہوگا۔''

ضرورت کا اِحساس :

اِسلام نے روزِ اَوّل سے ہی عالمی زبان کی ضرورت کا اِحساس کر لیا تھا چنانچہ قرآنِ کریم کی تلاوت، نماز اَور خطباتِ جمعہ وعیدین کے لیے عربی زبان کو بین الاقوامی سطح پر لازمی قرار دیا ہے، گویا جس ضرورت کا اِحساس اہلِ دُنیا نے ''بعد اَز خرابی بسیار تجربات'' کی روشنی میں آج کیا ہے، اِسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے کر لیا تھا۔

اِس سے پہلے کہ یہ بتایا جائے کہ کس مُلک یا قوم کے لوگوں نے عالمی زبان کی ضرورت کا احساس کب کیا اَور پھر اِس باب میں کس نوعیت کی کوششوں کو کام میں لایا گیا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن اَسباب وعلل کی نشاندہی کی جائے جو اِس احساس کے محرک ہوئے ہیں۔

مسلمانوں میں عالمی زبان کی ضرورت کا اِحساس، اشاعتِ اِسلام اَور وسیع وعریض سلطنت کے نظم وضبط نے پیدا کیا تھا، اُموی خلافت کے زمانے میں فتوحات کا سلسلہ پھیل گیا اَور اُندلس سے سندھ تک کی وسیع مُملکت ایک مرکزی حکومت کے تحت چلنے لگی تو اَربابِ سیاست نے ایک ایسی زبان کی ضرورت محسوس کی جو پورے عالمِ اِسلام میں افہام وتفہیم کا ذریعہ ہو چنانچہ عبدالمُلک بن مروان نے عربی کو پورے عالمِ اِسلام کی سرکاری زبان قرار دے دیا اَور کوشش کی کہ مُملکت کے مختلف حصوں میں بولی جانے والی عقاقبی زبانوں کے دَوش بدوش عربی کو رائج اَور عام کیا جائے۔

اُمویوں کے بعد عباسی دَور کے خلفاء نے غیر مُلکی زبانوں کے عربی میں تراجم کا سلسلہ شروع کیا اَور لاطینی، یونانی، عبرانی، فارسی اَور سنسکرت زبانوں میں لکھی ہوئی کتابوں کو عربی میں منتقل کر دیا اِس طرح ایک آدمی کے لیے صرف عربی کے سیکھ لینے سے مختلف زبانوں میں تصنیف کی کئی کتابوں کا مطالعہ ممکن ہو گیا۔

''اِسلام'' ایک تبلیغی اَور بین الاقوامی مذہب (دین) ہے، مسلمان جہاں کہیں گئے اُنہیں زبانوں کی مغایرت کا شدت سے اِحساس ہوا اَور جب دیکھا کہ زبانوں کا اِختلاف دین کی اِشاعت

میں حائل ہو رہا ہے تو اُنہوں نے جا بجا درس گاہیں قائم کر کے عربی زبان کی درس و تدریس شروع کر دی اَور غیر عرب اَقوام کو ثانوی زبان کے طور پر عربی سکھانے میں سہولت کی خاطر عربی زبان کے قواعد (Grammer) کا فن اِیجاد کیا، ہمارے اِس بیان کی تصدیق اِس اَمر سے بھی ہوتی ہے کہ عربی قواعد کی مستند ترین کتابیں غیر عرب علماء کی تصنیف کردہ ہیں۔

سقوطِ بغداد کے حادثے کے بعد مسلمان سیاسی اِقتدار سے محروم ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ مغربی یورپ اَور خاص کر برطانیہ اَور فرانس نے فتوحات کا سلسلہ شروع کیا، اِن مُلکوں کے سیاستدانوں نے مذہب کو دُنیاوی مقاصد کے لیے اِستعمال کیا اَور اِس کی صورت یہ نکالی کہ عیسائیت کی تبلیغ کے بہانے کم ترقی یافتہ اَور پسماندہ مُلکوں میں پادری (مبشر) بھیجے اَور اُن کے پیچھے فوجوں، جرنیلوں اَور سیاسی شاطروں نے پیش قدمی کی، پادریوں نے تبلیغ کے دَوران اَور جرنیلوں نے فوجی کارروائیوں اَور اِن کے بعد نو آبادیات میں نظم و نسق کے دَوران ایک مشترک زبان کی ضرورت محسوس کی، برصغیر پاک و ہند میں رومن اُردو، کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج کا قیام اَور میر اَمن دہلوی کے ''باغ و بہار'' جیسے طویل اَفسانے، اَنگریز حکمرانوں کی زبان کی ضرورت کے بارے میں اِسی اِحساس کا نتیجہ ہیں۔

سترہویں صدی کے شروع تک یورپ میں لاطینی (Latin) عملی زبان کے طور پر رائج تھی۔ یورپ کے ہر حصے اَور قوم میں اِس کی دَرس و تدریس کا اِہتمام تھا، اِس طرح اِنہیں ایک ایسی زبان حاصل تھی جو اِس براعظم کے مختلف اَقوام میں افہام و تفہیم کا ذریعہ تھی۔ ایشیا، اَفریقہ اَور اَمریکہ میں فتوحات اَور نو آبادیات کے قیام نے یورپ کے مختلف مُلکوں اَور طاقتوں کے درمیان رقابت، حسد، عناد اَور مخالفت کے جذبات پیدا کر دیے اَور اِس طرح یورپ سرد و گرم دونوں قسم کی خانہ جنگی کا شکار ہو گیا۔ اِس خانہ جنگی میں فتح حاصل کرنے کے لیے سیاست دانوں نے اپنے اپنے مُلک کے عوام میں نسلی اَور مُلکی برتری کا جذبہ اُبھارنے کی کوشش کی اَور ہر مُلک کے حکمرانوں نے اپنی قومی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دے کر لاطینی زبان (Latin) کے لیے عرصۂ حیات تنگ کر دیا، اِس کا نتیجہ یہ ہوا

کہ یورپ زبانوں کی دِلدل میں پھنس گیا۔

یورپ کے عاقبت اَندیش اَور خیر خواہ دَانشوروں نے محسوس کیا کہ زبانوں کا اِختلاف کسی روشن مستقبل کی علامت نہیں، اُنہوں نے لاطینی کو مشترک اَور بین الاقوامی زبان بنائے رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی لیکن لاطینی کی اَندرونی خرابی نے اِن کوششوں کو کامیاب نہ ہونے دیا، ایک طرف مقامی زبانوں کی برتری کا عام رُجحان اَور دُوسری طرف لاطینی زبان کی مشکلات دو ایسے اُمور تھے جنہوں نے اِس زبان کے زوال کو یقینی بنا دیا، نوجوان نسل نے لاطینی زبان کے قواعد کے ناقص ہونے پر اِعتراض کیا اَور کہا کہ ہمارے پاس اِتنا زیادہ وقت نہیں کہ سائنسی علوم کی تعلیم سے پہلے عمرِ عزیز کا گرانمایہ حصہ لاطینی کے قواعد رَٹنے میں صرف کر دیں، ظاہر ہے کہ نوجوان نسل کا لاطینی سے فرار ایک قدرتی اَمر تھا اَور اُن کے اِعتراض کا اِن دانشوروں کے پاس کوئی جواب نہ تھا جو لاطینی کو زندہ رکھنے کی کوشش میں تھے۔

آخر یورپ کے بہی خواہ دَانشوروں نے لاطینی کی جگہ کسی دُوسری زبان کی تلاش شروع کی جسے پورے براعظم میں مشترک زبان کی حیثیت سے اَپنایا جاتا لیکن اہلِ یورپ کی بدقسمتی کہیے کہ اُنہیں یورپ میں رائج قومی زبانوں میں کوئی زبان بھی ایسی نہ مِل سکی جس میں مشترک زبان ہونے کی صلاحیت ہوتی۔

مصنوعی زبانیں :

یورپ کے ماہرینِ لسانیات براعظم میں رائج زبانوں کی صلاحیتوں سے مایوس ہوگئے تو اُنہوں نے مصنوعی زبان (Artificial Language) کی تیاری پر سوچنا شروع کیا، اِس سلسلے میں یورپ کے ماہرین نے جس قدر محنت کی اُس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں اَلبتہ چند بنیادی اَور ضروری باتیں یا اِشارات ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہیں :

(۱) ۱۶۶۸ء میں بشپ ولکنز (Bishop Wilkins) نامی ایک ماہرِ لسانیات نے

''فلسفیانہ زبان'' (Philosophical Language) کے عنوان پر ایک مضمون لکھا جس میں فرانس کے مذکورہ بالا فلسفی کے خیالات کی تائید اَور اُسے عملی جامہ پہنانے کے اِقدامات کی وضاحت کی گئی تھی۔

(۲) ۱۶۶۱ء میں دالگرنو (Dalgarno) نام کے ایک عالم لسانیات نے ایک ایسی زبان تیار کی تھی جس کا ذخیرہ الفاظ ریاضی کے اَعداد کی طرح آسان اَور قابلِ فہم تھا، اُس نے ایک جیسے معانی کے لیے ایک جیسے کلمات تجویز کیے تھے، ہاتھی، گھوڑا، گدھا اَور خچر، بار برداری کے کام آنے والے چار جانور ہیں جو ایک دُوسرے سے کام کی نوعیت کے اِعتبار سے تعلق رکھتے ہیں۔ ''دالگرنو'' کی زبان میں اِن چاروں جانوروں کے لیے جو کلمات مخصوص تھے وہ بھی آپس میں قریبی ربط رکھتے تھے مثلاً: ہاتھی کے لیے ''نیکا'' گھوڑے کے لیے ''نیکے'' گدھے کے لیے ''نیکی'' اَور خچر کے لیے ''نیکو'' کا لفظ تھا۔

(۳) ۱۶۶۴ء میں برطانیہ کی رائل سوسائٹی نے اَنگریزی کی اِصلاح کے لیے ایک کمیٹی قائم کی تھی، اُس کمیٹی کا قیام اِس حقیقت کا اِعتراف تھا کہ اَنگریزی ناقص زبان ہے اَور اِس میں بین الاقوامی زبان ہونے کی صلاحیت نہیں، اُس کمیٹی نے کیا سفارشات کیں یا اَنگریزی کی اِصلاح کے سلسلے میں کیا خدمات سراَنجام دیں، اِس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوسکا اَلبتہ اُس کمیٹی نے ''دالگرنو'' کے نام ایک خط میں لکھا تھا کہ آپ کی تیار کردہ زبان کو عالمی زبان کے طور پر قبول کر لینے کی بادشاہ کو سفارش کی گئی ہے۔

(۴) بشپ ولکنز (Bishop Wilkins) نے جو زبان مرتب کی تھی، اُس کی ایک خوبی یہ تھی کہ اُس میں دُوسری زبانوں کے تراجم یا اِس زبان کے دُوسری زبان میں ترجمے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی، کسی ایک زبان کی کتاب کو ولکنز کے تیار کردہ رسم الخط میں لکھ دینے سے اِس میں یہ خوبی پیدا ہو جاتی تھی کہ وہ لوگ بھی اِس کتاب کو سمجھ سکتے تھے جو اِس زبان سے واقف نہیں ہوتے تھے جس میں کتاب لکھی گئی تھی۔ گویا ولکنز نے تلفظ اِیجاد نہیں کیا تھا، رسم الخط مرتب کیا تھا۔ ولکنز نے اِس اِیجاد کا تصور ریاضی کے اَعداد اَور چینی کے رسم الخط سے لیا تھا، ریاضی کے اَعداد لکھنے والا کسی زبان میں لکھنے

پڑھنے والا اپنی زبان میں پڑھ لیتا ہے، یہی حال چینی زبان کا ہے۔

چین میں آٹھ مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن یہ سب ایک ایسے مشترک خط میں لکھی جاتی ہیں کہ شمالی چین کی زبان میں لکھی ہوئی کتاب کو جنوبی چین میں رہنے والا وہ شخص بھی پڑھ سکتا ہے جسے شمالی چین کی زبان سے قطعاً کوئی واقفیت نہیں، گویا چین کے مختلف حصوں میں رہنے والے لوگ ایک دُوسرے سے بات چیت تو نہیں کر سکتے ہیں لیکن سارے چین میں ایک ہی اَخبار پڑھا جا سکتا ہے، باوجودیکہ سارے چین میں آٹھ مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں، دَراصل چینیوں کا رسم الخط تصویری رسم الخط کی ایک صورت ہے جو چین کی آٹھ مختلف زبانوں کے لیے مشترکہ حیثیت رکھتا ہے اَور ولکنز نے جو رسم الخط اِیجاد کیا تھا وہ ساری دُنیا کی زبانوں کے لیے اِستعمال کیا جا سکتا تھا یا کم اَز کم ولکنز کا یہ دعویٰ تھا کہ اِس کے اِیجاد کردہ رسم الخط میں عالمی ہونے کی صلاحیت ہے۔

(۵) ۱۸۷۹ء میں جرمنی کے ایک دَانشور نے جس کا نام ''جان مارٹن شیلیر (Johann Martin Schleyer) تھا، وولا پوک (Volapuk) نام سے ایک زبان اِیجاد کی، یہ پہلی خوش نصیب مصنوعی زبان تھی جسے لکھا اَور پڑھا گیا، اِس میں کتابیں تصنیف کی گئیں اَور تراجم ہوئے، اِس زبان کی اِیجاد کے صرف دس سال بعد ۱۸۸۹ء میں اَندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وولا پوک کے حمایتی دو لاکھ سے اُوپر تھے، دو درجن رسالے اَور تین سو سے اُوپر جماعتیں اِس کی نشر و اِشاعت میں مصروف تھیں۔

وولا پوک کا مقصد اِس کے نام اَور نعرے سے ظاہر ہے، وولا پوک (Volapuk) اِسی زبان کے دو کلمات سے مرکب ہے۔ ''وولا'' (Vola) یعنی ''عالمی'' اَور ''پوک'' (Puk) یعنی ''زبان'' عالمی زبان۔ اِس زبان کے حامیوں کا نعرہ (Motto) تھا: Menade Bal Puki Bal (For One Humanity One Language) یعنی ایک اِنسانیت کے لیے ایک زبان، اَفسوس کہ یہ زبان اپنے ہی چاہنے والوں کے باہمی اِختلافات کے بعد جس سُرعت سے پھیلنی شروع ہوئی تھی، اُسی سرعت سے ۱۸۸۹ء میں اِنحطاط کا شکار ہوگئی۔

(۶) ۱۸۸۷ء میں '' وولا پوک'' کے زوال سے دو سال پہلے اُس زمانے کی مشہور اَور

کامیاب ترین مصنوعی زبان ''اِسپرانتو''(Esperanto) اِیجاد ہوئی، اُس کے موجد کا نام ''زامن ہوف''(Zamenhof) تھا جو پولینڈ کا باشندہ تھا۔ اِٹلی کے ایک شخص نے آج سے چار دہائی قبل قرآنِ کریم کا اِسپرانتو میں ترجمہ کیا تھا۔

اِسپرانتو(Esperanto) کی اِیجاد کے بعد بھی بہت سی مصنوعی زبانیں اِیجاد کی گئی ہیں، جن میں سپیلین(Spelin) یونی ورسل(Universal)ایدو(Ido)اَور اِسپرانتید و(Esperanti do) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں لیکن ''اِسپرانتو'' جیسی کامیابی اَور شہرت کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ ''اِسپرانتو'' ایک زندہ اَور ترقی پذیر زبان ہے اِس کے مطالعہ سے یورپیائی زبانوں کے اَنداز اَور سٹائل کا پتہ چل جاتا ہے۔

بنیادی اَنگریزی :

اُوپر کی سطور میں یہ بات عرض کی جا چکی ہے کہ ۱۶۶۲ء میں اَنگریزی کی اِصلاح کر کے اُسے عالمی زبان بنانے کی کوشش کی گئی تھی، اُس وقت تو یہ کوشش اِبتدائی مراحل ہی پر ختم ہوگئی تھی لیکن ۱۹۳۰ء میں ایک اَنگریز نے اَز سرِ نو کوشش کر کے ''بنیادی اَنگریزی''(Basic English) تیار کی، اِس میں خوبی یہ ہے کہ ۸۵۰ کلمات پر مشتمل ذخیرہ الفاظ ہے جو چالیس ہزار کلمات کی جگہ اِستعمال ہو سکتا ہے اَور اِس کی گرائمر کے صرف سولہ قاعدے یاد کرنے پڑتے ہیں، اِس زبان کی اِیجاد یا ترتیب کے بعد ۱۹۴۰ء میں اِس کی اِشاعت کے لیے باقاعدہ کوشش شروع کی گئی۔

اَنگریزوں کی اِس کوشش کی دیکھا دیکھی اَمریکیوں نے خاص اَنگریزی(Special English) ترتیب دی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اَنگریز اَور اَمریکی یہ نہیں چاہتے کہ اُن کی زبان اَنگریزی کے علاوہ کوئی دُوسری زبان عالمی زبان کا درجہ حاصل کرے، اُنہیں ''اِسپرانتو'' کی مخالفت کے لیے کوئی دلیل ہاتھ نہیں آئی تو اُس کے مقابلے میں بیسک اَور اسپیشل اَنگریزی رائج کرنے کی کوشش شروع کردی ہے، شاید اُنہیں اِس بات کا اِحساس نہیں ہوا کہ دُنیا اَنگریزی اَور اُسکے پرستاروں

(اَنگریزوں اَور اَمریکیوں) کو ٹھکرا چکی ہے اَور اُن کے اَپنے مفکر'' لارڈ رسل اَور ٹائن بی'' وغیرہ یہ تسلیم کر چکے ہیں کہ اَب عالمی سیاست اَپنا رُخ بدل رہی ہے۔

جہاں تک اَنگریزی زبان کا تعلق ہے اِس سلسلے میں اِس زبان کے تمام ماہر بغیر کسی اِختلافِ رائے کے اِس اَمر کا اِعتراف کرتے ہیں کہ یہ زبان نہایت بے ربط، بے ڈھنگی اَور بے لطف ہے، نہ اِس میں فرانسیسی، عربی یا فارسی جیسی حلاوت اَور شیرینی ہے اَور نہ ہی اِس کی ساخت، بناوٹ، سٹائل اَور قواعد میں معقولیت ہے، آگے بڑھنے سے پہلے اَب تک کی معروضات کا خلاصہ ملاحظہ فرمالیں :

(۱) زبانوں کی کثرت اَور بولیوں کا اِختلاف، عالمی سطح پر اِنسانوں میں اِتفاق اَور تعاون کی راہ میں بہت بڑی رُکاوٹ ہے۔

(۲) مختلف مُلکی یا قومی زبانوں کے ساتھ ساتھ ایک عالمی یا بین الاقوامی زبان کی بھی ضرورت ہے۔

(۳) اِسلام نے عالمی زبان کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے عربی زبان کو مسلمانوں کے لیے لازمی قرار دیا ہے۔

(۴) یورپ کے ماہرینِ لسانیات نے یہ حقیقت تسلیم کر لی ہے کہ لاطینی (Latin) یورپ میں متعارف کسی دُوسری زبان میں عالمی زبان کا درجہ حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں۔

(۵) یورپ کے دَانشوروں اَور ماہرینِ لسانیات نے مختلف مصنوعی زبانیں اِیجاد کیں لیکن اُن میں سے کوئی ایک بھی عالمی زبان کا درجہ حاصل نہ کر سکی سوائے ''اِسپرانتو'' کے۔

(۶) اَنگریزوں اَور اَمریکیوں نے اَنگریزی کے ذخیرہ الفاظ کو محدود کر کے اِسے عالمی زبان کے طور پر مقبول بنانے کی کوشش شروع کر رکھی ہے۔ (جاری ہے)

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۴؍ مارچ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب حافظ عقیل صاحب کی دعوت پر اُن کی دو ہمشیر گان کے عقدِ نکاح کے لیے رائیونڈ بائی پاس تشریف لے گئے۔

۵؍ مارچ کو حضرت مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہم جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اَور طلباء سے مختصر بیان فرمایا، قبل اَزیں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے ملاقات کے لیے اُن کی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

۶؍ مارچ کو حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی مدظلہم مختصر وقت کے لیے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے۔

۱۱؍ مارچ کو سوئی گیس سے چلنے والے نئے مطبخ کی تکمیل ہوئی حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، اَساتذۂ کرام اَور طلباء کی بڑی تعداد نے اِس موقع پر دُعائے خیر سے اِس کا آغاز کیا۔

۱۷؍ مارچ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا اَلحاج رشید اَحمد صاحب مدظلہم کی دعوت پر ہڑپہ ضلع ساہیوال تشریف لے گئے راستہ میں عصر کے قریب جامعہ علومِ شرعیہ ساہیوال ٹھہرنا ہوا، حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب کی آمد پر اَحباب نے بڑی خوشی و مسرت کا اِظہار فرمایا۔ حضرت مولانا اَمین صاحب اَوکاڑویؒ کے بھائی پروفیسر میاں محمد اَفضل صاحب مدظلہٗ نے مدرسہ میں حضرت سے ملاقات کی، عصر کی نماز پڑھ کر دادڑہ بالا کے لیے روانہ ہوئے یہاں سے جامعہ کے ناظمِ اعلیٰ مولانا طارق صاحب مدظلہٗ بھی شریکِ سفر ہوگئے۔ خانقاہ میں مغرب سے کچھ دیر پہلے پہنچ کر پروگرام میں شرکت فرمائی۔ حضرت مولانا رشید اَحمد صاحب دامت برکاتہم نے عصر کی نشست کی اِختتامی دُعا حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب

سے کروائی۔ نمازِ مغرب کے بعد کھانے کا دستر خوان لگایا گیا کھانا تناول فرمانے کے بعد حضرت نے اِجازت چاہی، مولانا رشید احمد صاحب نے اِجازت مرحمت فرما کر پروگرام میں شرکت پر حضرت کا دِلی شکریہ اَدا کیا۔ عشاء کے قریب جامعہ علومِ شرعیہ پہنچ کر کچھ دیر کے لیے قیام فرمایا مولانا طارق صاحب کا شکریہ اَدا کر کے واپس رائیونڈ کے لیے روانہ ہوئے رات ڈیڑھ بجے بخیریت گھر پہنچ گئے، والحمد للہ۔

۲۸ مارچ کو مدرسہ باب العلوم کہروڑ پکا کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا منیر اَحمد منور صاحب مدظلہم جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اَور جامعہ کے مہتمم وشیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے اُن کی رہائشگاہ پر ملاقات کی، بعد اَز نماز ظہر مسجد میں طلباء سے خطاب فرمایا۔

وفیات

محترم اَلحاج طلحہ زبیر صاحب کے جوان سال بیٹے ۱۵ ماہ سے کینسر کی تکلیف میں مبتلا رہ کر ۱۹ مارچ کو وفات پا گئے۔ مرحوم اپنے والدین کے بہت سعادت منداَور صالح نوجوان تھے۔

جناب قاضی آباد محمد صاحب گلبرگ لاہور میں وفات پا گئے۔ مرحوم دارُالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی عزیز داروں میں تھے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا اَمان اللہ خان صاحب کے جواں سال برادرِ نسبتی گزشتہ ماہ کراچی میں نامعلوم حملہ آوروں کی گولیوں کی زد میں آکر شہید ہوگئے۔

جناب ڈاکٹر تحسین صاحب کی جواں سالہ بھتیجی طویل علالت کے بعد بوجہ کینسر وفات پا گئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)